وصالِ حق کی خوشبو

سوانح و حالات

حضرت مولانا شمس تبریزی رحمۃ اللہ علیہ

زیر سرپرستی:

عاشقِ رسول، شاہِ شاہاں، خواجۂ خواجگان، قطب العالم

فقیرِ بے بدل، فقیرِ بے مثال، فقیرِ محمدی، فقیرِ فانی فی اللہ باقی باللہ

حضرت خواجہ شاہ محمد افضل

قادری چشتی (صابری نظامی) قلندری

المعروف افضل سرکار رحمۃ اللہ علیہ

صابریہ عارفیہ ۶۸-۶۷، اوورسیز ہاؤسنگ سوسائٹی، بلاک ۸/۷، کراچی

29
و
8

Marfat.com

وصالِ حق کی خوشبو

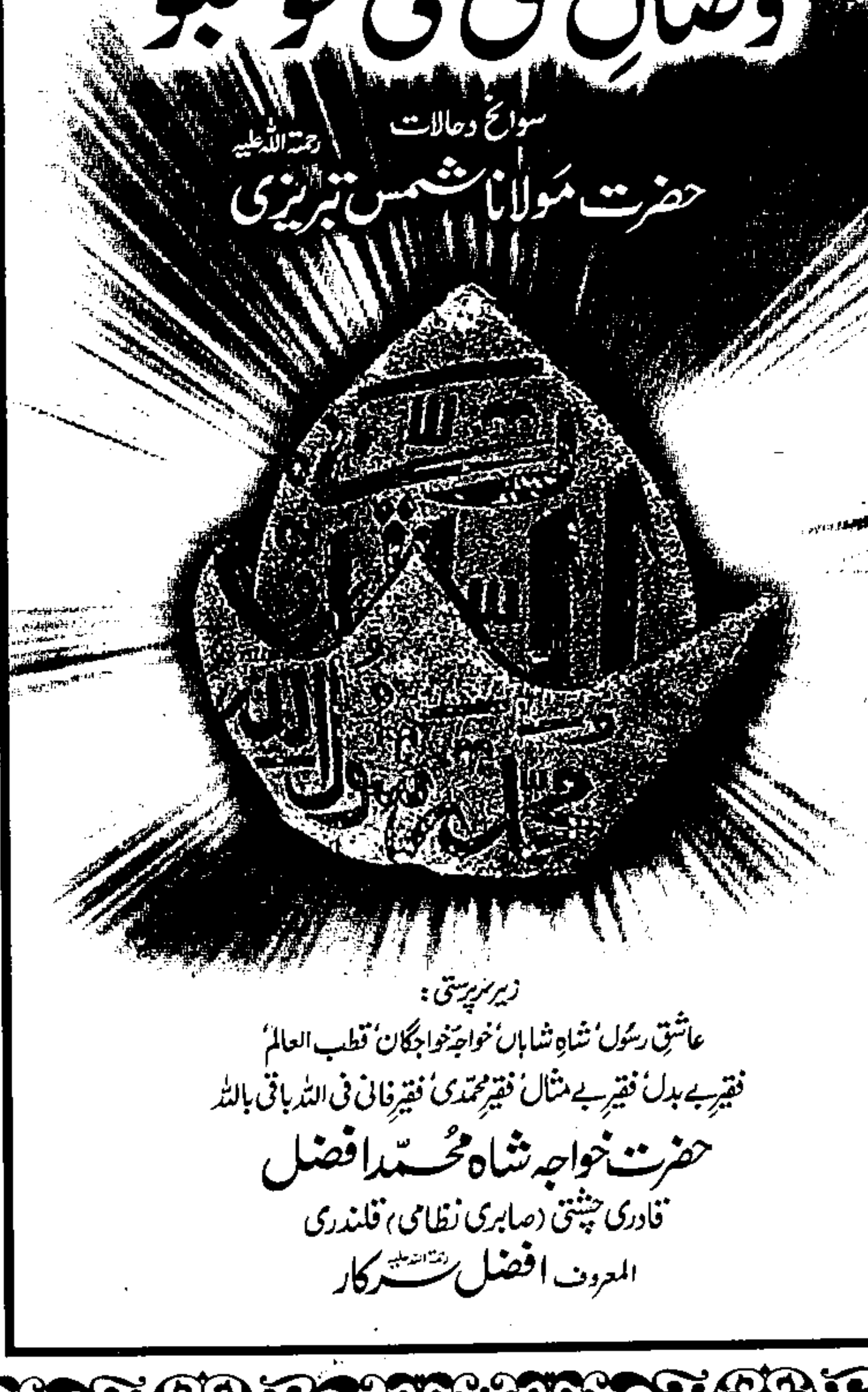

سوانح وحالات

حضرت مولانا شمس تبریزی رحمۃ اللہ علیہ

زیر سرپرستی:

عاشقِ رسولؐ، شاہِ شاہاں، خواجۂ خواجگان، قطب العالم،

فقیرِ بے بدل، فقیرِ بے مثال، فقیرِ محمدی، فقیرِ فانی فی اللہ باقی باللہ

حضرت خواجہ شاہ محمد افضل

قادری چشتی (صابری نظامی) قلندری

المعروف **افضل سرکار** رحمۃ اللہ علیہ

Marfat.com

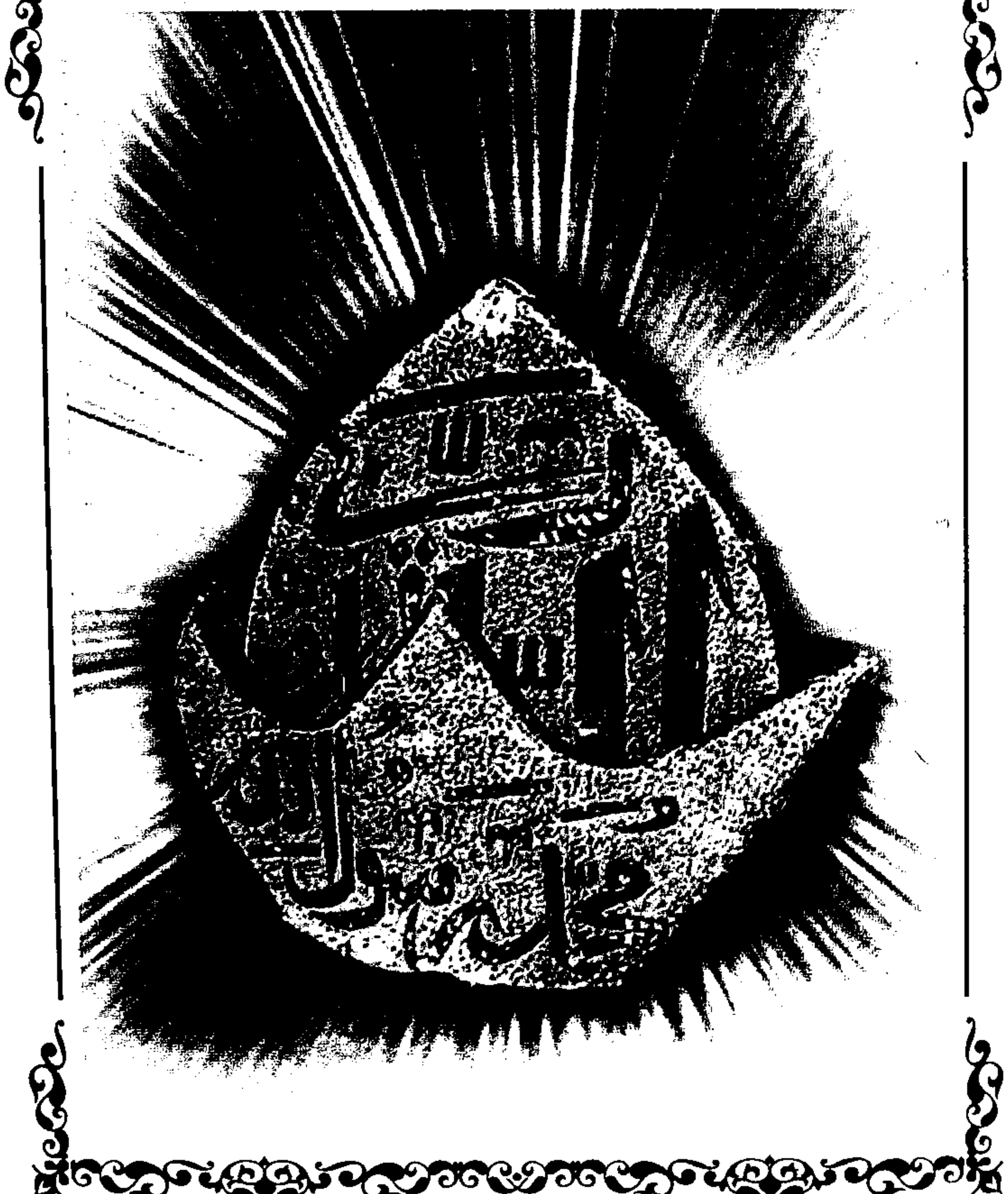

کُلاہ مُبارک

Marfat.com

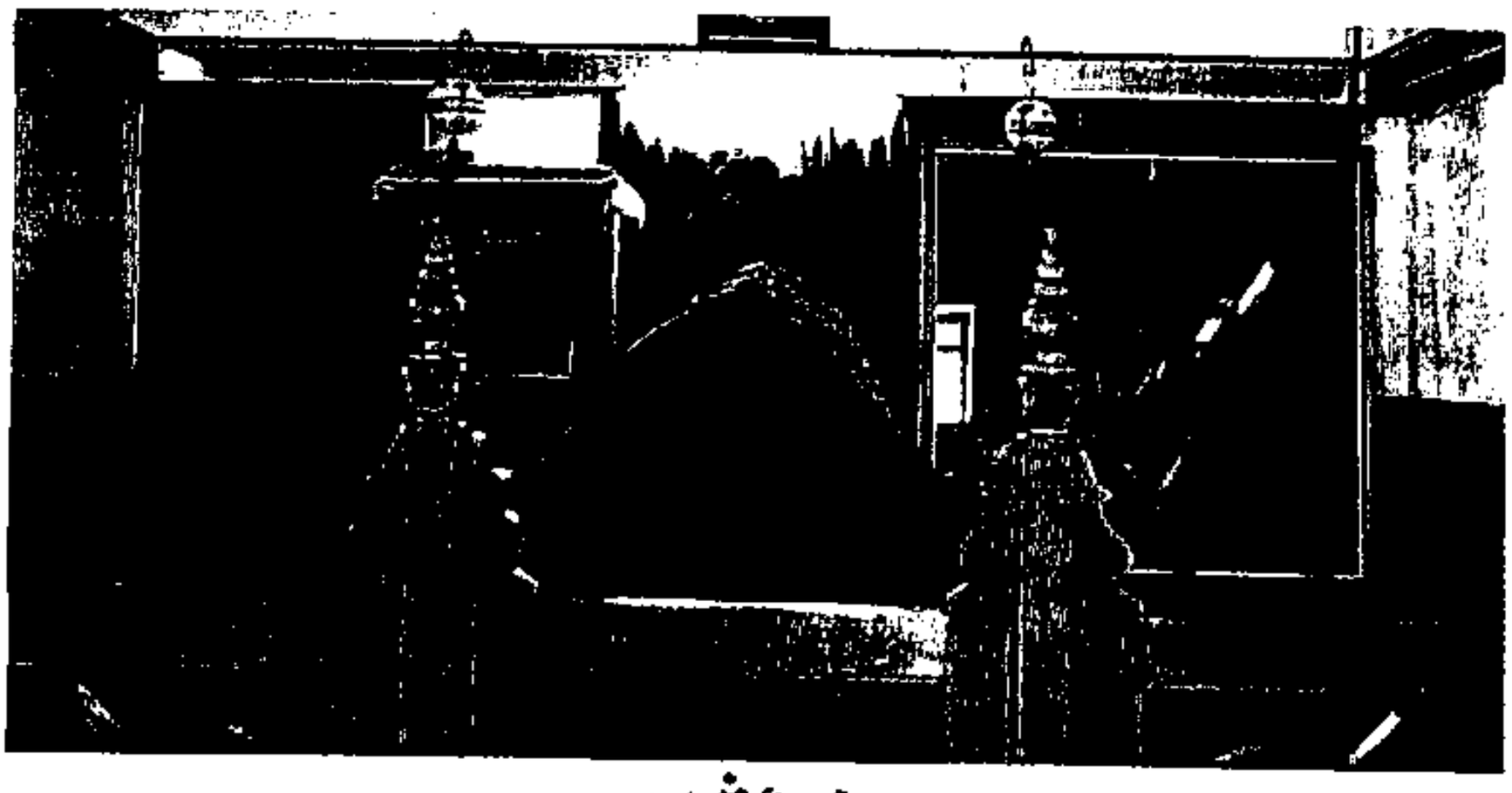

روضۂ شریف

مزار شریف کا بیرونی منظر

مزارِ مُبارک کا بیرونی دروازہ

Marfat.com

پہلی مُلاقات

Marfat.com

Marfat.com

نام کتاب ـــــــــــ وصالِ حق کی خُوشبو

ترتیب و پیشکش ـــــــــــ حلقہ چشتیہ صابریہ عارفیہ، کراچی

ناشر ـــــــــــ حلقہ چشتیہ صابریہ عارفیہ، کراچی

تعداد	تاریخِ اشاعت
۵۰۰۰	ربیع الاول ۱۴۲۷ھ اپریل ۲۰۰۶ء

۳۹۷،۶۹۲

ش 67 و

89713

E-mail: arfeen@cyber.net.pk

Marfat.com

فہرست

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
1	مناجات	9
2	اظہارِ تشکّر	11
3	گزارش	12
4	پیدائش اور بچپن	13
5	شمس تبریزی مولانا رُوم کی خدمت میں	17
6	حضرت شمس کی اطاعت پر مولانا روم پر طعن و تشنیع	29
7	حضرت شمس تبریز کی ناراضگی اور قونیہ سے روانگی	31
8	حضرت شمس تبریز کی قونیہ میں واپسی	35
9	حضرت شمس تبریز پھر چلے گئے	37
10	حضرت شمس تبریز اور شیخ احد الدین کرمانی	39
11	حضرت شمس تبریز کی بیوی کیمیا خاتون	43
12	سرود و سماع کی مجلسیں	46

Marfat.com

13 - حضرت شمس تبریز کے اخلاق وعادات _____ 57

14 - حضرت شمس تبریزی کی شہادت _____ 62

15 - حضرت شمس تبریز علیہ الرحمتہ کے قاتلوں کا انجام _____ 66

16 - حضرت شمس تبریز علیہ الرحمتہ کا ماتم _____ 68

17 - حضرت شمس کے کوائف اور نصائح _____ 69

18 - حضرت شمس کے حکیمانہ اقوال اور صُوفیانہ نکتے _____ 79

19 - حضرت شمس تبریز کا دیوان _____ 85

20 - حضرت شمس تبریزی کے معاصرین _____ 87

21 - شمسی مت اور حضرت شمس الدین تبریزی _____ 89

22 - ضمیمہ _____ 92

23 - ایک حالیہ اضافہ _____ 108

Marfat.com

مناجات

اے اللہ کریم ! ہم گناہ گار وخطا کار ہیں۔ ہمیشہ تیری رحمت کے امیدوار ہیں اور مشکل سے مشکل گھڑی میں تجھے ہم نے پُکارا، تُو نے ہماری پُکار اپنی رحیمی وکریمی کے صدقے میں اور وسیلۂ جلیلہ، اپنے پیارے حبیب صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کا قبول فرما کر ہمیں ہمیشہ اپنی رحمت سے نوازا اور اس مشکل سے نجات دی۔ تُو کریم المعروف ہے، قدیم الاحسان ہے، حنّان و منّان و دیّان ہے، ذوالجلال والاکرام ہے اور عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ اور کُنْ فَیَکُوْن کی طاقت رکھتا ہے۔

تیری اس عاجز بندی نے ڈرتے ڈرتے "وصالِ حق کی خُوشبو" کے عنوان سے اس موضوع پر اپنے مُرشد شاہِ شاہاں، خواجۂ خواجگان، قطب العالم، فقیرِ بے بدل، فقیرِ بے مثال، فقیرِ محمّدی، فقیرِ فانی فی اللہ باقی باللہ، حضرت خواجہ شاہ محمّد افضل قادری، چشتی (صابری، نظامی) قلندری المعروف "افضل سرکار" رحمتہ اللہ علیہ کے زیرِ سرپرستی یہ کتاب پیش کرنے کی کوشش کی ہے اور اب یہ تیری بارگاہِ عالیہ میں نذر ہے۔ اسے شرفِ قبولیت عطا فرما۔ امیدوار ہوں تو مایوس نہیں فرمائے گا۔ کاش یہ تیری اور تیرے حبیب پاک صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کی خوشنودی کا باعث بنے۔ آمین ! جو جو میری خامیاں ہیں، اُن کو درگزر فرما۔

Marfat.com

میرے پاس کوئی عذر نہیں، صرف معافی کی طلبگار ہوں۔

اس کے پڑھنے والے کی حاجتیں اور مُرادیں پوری فرما۔ اُن کو دین کی بھلائی عطا فرما۔ اُن کو اپنی اور حضور صَلّی اللّٰہ علیہ وآلہٖ وسَلّم کی اور پنجتن پاکؑ کی محبّت عطا فرما۔ یا اللّٰہ! جو شخص بھی حاجتمند ہے وہ اس کو پڑھنے تک ہی اپنے آپ کو محدود نہ کر لے بلکہ اس میں ایسا ذوق وشوق عطا فرما کہ وہ دین کے کسی عالِم حق کے سامنے زانوئے ادب تہہ کر کے کلامِ پاک کے معانی اور تفسیر غور سے پڑھے۔ اس کے بعد اس کو توفیق عطا فرما کہ وہ تیری اور تیرے رسول صَلّی اللّٰہ عَلیہ وآلہٖ وسَلّم کی اطاعت کرے تیری دی ہوئی توفیق سے۔ محض اس نیّت سے کہ تُو اور تیرے حبیبِ پاک (صَلّی اللّٰہ عَلیہ وآلہٖ وسَلّم) اُس سے راضی ہو جائیں۔

دُعاگو اور دُعاجو
رابعہ ثانی

Marfat.com

اظہارِ تشکّر

میں اپنی اُن دینی بہنوں اور بھائیوں کی ممنون ہوں، جنھوں نے دامے، درمے، سُخنے اس کام میں میری مدد کی۔ اے اللہ! اُن سب پر اپنے فضل وکرم کی بارش فرما اور انہیں ہر بلا تے ناگہانی، آفت، مصیبت، پریشانی، بدنامی، بے عزتی، مُفلسی، محتاجی، بیماری، قرض داری، رُجعتِ دین، ذکر وفکر اور نماز سے غفلت، سے محفوظ فرما اور انہیں اس معاونت کا اجرِ عظیم عطا فرما! آمین

دُعاگو اور دُعاجو

رابعہ ثانی

Marfat.com

گزارش

اس تالیف میں اگر کہیں زیر، زبر یا کتابت کی کوئی غلطی نظر آئے تو اُسے از راہِ کرم اپنے قلم سے خود درست کر لیجیئے گا۔ آپ کی بڑی نوازش ہوگی۔

دُعاگو اور دُعاجو

رابعہ ثانی

Marfat.com

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

پیدائش اور بچپن

عام طور پر صُوفیائے کرام کے تاریخی حالات بہت کم دستیاب ہوتے ہیں۔ حضرت مولانا شمس تبریز رحمۃ اللہ علیہ کے حالات میں بھی یہی دشواری پیش آئی ہے۔ "نفحات الانس" اولیاء اللہ کے حالات کے حوالہ سے ایک مشہور اور موٹی کتاب ہے۔ اس میں حضرت شمس تبریز کے حالات بھی تین صفحوں سے زیادہ پر بیان ہوئے ہیں لیکن تاریخ پیدائش کا کہیں ذکر نہیں۔

"مناقب العارفین" مولانا روم اور حضرت شمس تبریز علیہ الرحمتہ اور چند دوسرے بُزرگانِ سلسلۂ مولویہ کے حالات پر ایک معقول اور جامع کتاب ہے۔ اس میں بھی حضرت شمس تبریز کے حالات کئی صفحات میں بیان کئے گئے ہیں۔ لیکن سارے صفحات چھان مارو، تاریخ پیدائش کا کہیں پتہ نہیں

Marfat.com

چلے گا۔ حالانکہ یہ کتاب ۷۱۸ھ میں لکھی گئی ہے۔ جب کہ حضرت شمس تبریز کے انتقال کو اس وقت پورے پچھتر (۷۵) سال بھی نہ گزرے تھے۔

بہرحال "نفحات الانس"، "مناقب العارفین" اور کچھ دوسری کتابوں میں یہ لکھا ہے کہ مولانا روم اور شمس تبریز کی پہلی ملاقات قونیہ میں ۶۴۲ھ میں ہوئی تھی۔ اس وقت مولانا روم کی عمر، ۶۰۴ھ کی پیدائش کے مطابق پورے ۳۸ سال کی تھی۔ اُس وقت مولانا واعظ و نصیحت اور درس و تدریس میں مشغول رہتے تھے۔

ابھی وہ حالتِ وجد اور سماع کی کیفیت سے ناآشنا تھے۔ ابھی حقیقت کی منزل شریعت سے آگے تھی۔ اس لئے انہیں کسی ایسے اُستادِ کامل کی ضرورت تھی، جو تجربہ، مجاہدہ اور عمر میں بھی مولانا سے بڑا ہوتا۔ اور مولانا روم جیسے علم کے دریا اور بزرگِ کامل پر غلبہ حاصل کر کے انہیں اپنے طریق پر لے جاتا۔

اس لئے یہاں قیاس سے کام لینا پڑتا ہے اور حالات پر نظر دوڑا کے کہنا پڑتا ہے کہ علوم ظاہری کو طے کرنے، مجاہدہ میں کمال حاصل کرنے اور شہرت پیدا کرنے کے لئے کم سے کم تیس پینتیس سال کی عمر ضروری ہے۔ چنانچہ کہا جا سکتا ہے کہ

Marfat.com

حضرت شمس تبریز جب مولانا روم سے ملے ہیں، تو اُن کی عمر مولانا سے دو چار سال یا اس سے بھی زیادہ تھی یا کم۔ خلاصۂ کلام یہ کہ نہ وہ اُن سے بہت چھوٹے تھے اور نہ بہت بڑے۔

اس حساب سے آپ کی پیدائش ساتویں صدی ہجری میں ہوئی۔ جب ایشیائے کوچک (Asia Minor) میں سلطان محمد خوارزم شاہ کا جاہ و جلال اپنے شباب پر تھا۔ اس کی حکومت خراسان ایران، کاشغر، ماوراالنہر اور عراق سے گزر کر سلطنتِ عباسیہ کو نیست و نابود کرنے کے پیچھے لگی ہوئی تھی۔

مناقب العارفین کے مطابق حضرت شمس تبریزی رحمۃ اللہ علیہ کو شیخ ابوبکر تبریزی زنبیل باف علیہ الرحمۃ سے ارادت تھی اور نفحات الانس کے مطابق بابا کمال خجندی سے بھی آپ نے فیض حاصل کیا۔ مگر زیادہ تصدیق شیخ ابوبکر تبریزی ہی کے مرید ہونے کی ہے۔ چنانچہ مولانا روم کے باکمال صاحبزادے حضرت سلطان ولد سے روایت ہے کہ ایک دن میرے والد سے حضرت شمس الدین تبریزی نے فرمایا کہ میں نے سب ولایتیں اور فیوض اور برکتیں شیخ ابوبکر تبریزی سے حاصل کی ہیں۔

مناقب العارفین میں حضرت سلطان ولد سے روایت ہے کہ حضرت شمس تبریز نے فرمایا کہ بچپن ہی میں مجھے مختلف

Marfat.com

شکلوں میں تجلیاتِ الٰہی نظر آیا کرتی تھیں۔ فرشتے بھی دکھائی دیتے تھے۔ زمین و آسمان چھوٹے بڑے اور اعلیٰ و ادنیٰ سب مقام میرے زیرِ نظر تھے۔ میرے لئے یہ باتیں غیر معمولی نہ تھیں۔ کیونکہ میں سمجھتا تھا کہ شاید اور لوگ بھی میری طرح سب کچھ دیکھ سکتے ہیں۔ مگر جب میں لوگوں سے اپنی باتیں اور اپنے مشاہدات بیان کرتا، تو لوگ حیران رہ جاتے، اور بعض لوگ تو صاف انکار کر جاتے۔ یہی وہ وقت تھا جب مجھے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی عنایتِ خاص کے مستحق خاص لوگ ہی ہوا کرتے ہیں۔

شیخ ابوبکر علوم ظاہری و باطنی میں یکتائے روزگار تھے۔ آپ کی صحبت سے حضرت شمس تبریزی کو وہ کمالات حاصل ہوئے اور وہ ایسے برتر مقام میں پہنچے کہ بچپن ہی میں حضرت شمس تبریزی کا نام شمس پرندہ (یعنی اڑنے والا) مشہور ہو گیا۔ آپ کے سینۂ مبارک میں عشقِ الٰہی کی آگ اس قدر گرم تھی کہ شیخ ابوبکر بھی اس کے بجھانے میں قاصر رہے۔ اس لئے آخر کار حضرت شمس تبریزی کو ایک ایسے مرشد اور دوست کی تلاش ہوئی جو ان کی صحبت کی گرم جوشیوں کو برداشت کر سکے اور جو سوزِ عشق کا دھواں ظاہر نہ ہونے دے۔

Marfat.com

شمس تبریزی مولانا رُوم کی خدمت میں

عشقِ الٰہی کا جذبہ روز بروز غلبہ حاصل کر رہا تھا۔ دل کی تڑپ ہر وقت بے قرار رکھتی تھی۔ جس طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام کو باوجود بڑے پیغمبر ہونے کے، ایک ہم صحبت کی تلاش تھی۔ اور وہ بارگاہِ الٰہی میں اس کے لئے دُعا مانگتے تھے، اسی طرح حضرت شمس تبریز کو، باوجود شمس العارفین ہونے کے ایک ہم مذاق کی تلاش ہمیشہ بے چین رکھتی تھی۔

آخر بارگاہِ الٰہی کی طرف سے ایک دن اشارہ ہوا کہ اگر ہم تمہیں تمہارے مذاق اور تمہاری مرضی کا دوست ملا دیں، تو بتاؤ نذرانہ کیا دو گے؟ عرض کیا یہ سر حاضر ہے۔ اس سر میں سودا ہے۔ اسی کو پار لگانا چاہیئے۔ چنانچہ حکم ہوا کہ ہمارا ایک بندہ مملکتِ روم میں ہمارا جاہ و جلال دکھا رہا ہے، جا کر اُسے ملو اور اُس کو اپنے رنگ میں رنگ لو اور اُس کی صحبتوں کے خوب لُطف اُٹھاؤ۔

غرض بعض روایات کے مطابق آپ دمشق سے اور بعض روایات کے مطابق تبریز سے ۲۶ جمادی الآخر ۶۴۲ھ میں قونیہ

Marfat.com

قونیہ تشریف لائے۔ وہاں آپ نے ایک سرائے میں سوداگر کی حیثیت سے قیام فرمایا۔ حجرہ کو تالا لگا دیا تاکہ لوگوں کو ایک درویش ہونے کا گمان نہ ہو سکے۔ حالانکہ حجرہ میں ایک پرانی چٹائی، ایک ٹوٹے ہوئے پیالے اور اینٹ کے ایک تکیہ کے سوا اور کچھ نہ تھا۔

پھر آخر وہ وقت آیا کہ دو ستارے ایک ہی برج میں جمع ہو گئے۔ یعنی معرفت و حکمت کے چشمے کھل گئے اور پیاس کے مارے منہ کھول کھول کر اُن کی طرف دوڑنے لگے۔ حقیقت میں مولانا روم خود ایک ایسے مردِ خدا کی ملاقات کے خواہشمند تھے۔ یعنی دونوں طرف سے کشش تھی۔ چنانچہ دل سے دل ملا اور ایسا ملا کہ موت کے زبردست ہاتھ کے سوا کوئی انہیں جدا نہ کر سکا۔

حضرت شمس تبریز کی صحبت نے چشمک کا کام کیا۔ دل سے شعلے نکلنے لگے۔ شریعت پر طریقت غالب آگئی۔ درس و تدریس کا سلسلہ رُک گیا۔ کلیات کا مطالعہ اور فقہ و حدیث کی کتابوں کا شوق بالکل کم ہو گیا۔ وہ سماع و سرود جس کے خلاف وعظ کرنا مولانا روم کا خاندانی کام تھا، وہ اب رُوح کی غذا بن گیا۔ اس کی تعریف میں کئی شعر کہے، بلکہ غزلوں کی غزلیں تیار ہو گئیں۔ اور جو سماع و سرود کی مخالفت میں حصّہ نہ لیتا، اس سے سخت

Marfat.com

ناراضگی ظاہر کی جاتی۔ غرض دونوں کی ملاقاتیں ہوتی تھیں۔ اور خوب ہوتی تھیں۔

حضرت مولانا رُوم علیہ الرحمتہ سے روایت ہے کہ جب حضرت شمس تبریزی سے میری پہلی ملاقات ہوئی، تو ایسا معلوم ہوا جیسے ایک آگ تھی جو پاؤں سے سر تک مجھے مکمل آگ بنا گئی۔ میں اپنے والد حضرت بہاؤالدین ولد کا کلام اکثر پڑھا کرتا تھا۔ حضرت شمس نے ایک دن فرمایا یہ کلام آیندہ نہ پڑھا کرو۔ میں نے اس کا پڑھنا بند کر دیا۔ پھر فرمایا کسی سے گفتگو بھی نہ کیا کرو۔ چنانچہ میں نے بات چیت بھی ترک کر دی۔ لیکن میرے دوستوں نے اس کا بُرا منایا اور وہ لوگ جو رات دن میری باتوں کے سُننے کے مشتاق رہتے تھے، وہ حضرت شمس کی مخالفت پر آمادہ ہو گئے اور آخر انہیں نقصان پہنچا کر رہے۔

صحیح : مثنوی

روایت ہے کہ ایک رات مولانا روم علیہ الرحمتہ "دیوانِ مثنوی" کا مطالعہ کر رہے تھے کہ اسی حالت میں نیند آگئی۔ خواب میں دیکھتے ہیں کہ مدرسہ کے علماء آپس میں بحث مباحثہ کر رہے ہیں۔ بلکہ جھگڑ رہے ہیں اور گالی گلوچ تک نوبت پہنچ رہی ہے مولانا نے خواب ہی میں ان پر اظہارِ افسوس کیا کہ ایسے عالم ہو کر حیوانوں کی طرح لڑتے ہو۔ اور اس طرح ناراض ہو کر مدرسہ سے باہر آنا چاہا

Marfat.com

کہ اسی حالت میں آنکھ کھُل گئی۔ صبح کا وقت تھا۔ دیکھا تو حضرت شمس سامنے کھڑے ہیں۔ آپ نے مولانا کی پریشانی دیکھ کر فرمایا "علماء کا کوئی قصور نہیں، یہ سب "دیوان متنبیٰ" کے مطالعہ کا نتیجہ ہے۔

مگر اس کے باوجود، مولانا روم کو اس دیوان سے عشق تھا۔ وہ چوری چھُپے اس کو پڑھ ہی لیا کرتے تھے۔ ایک رات خواب میں دیکھا کہ حضرت شمس تبریز متنبیٰ شاعر کو داڑھی سے پکڑ کر مولانا کی خدمت میں لے آئے اور کہا کہ یہ وہ شخص ہے جس کا کلام تم رات دن پڑھا کرتے ہو۔ شاعر بے چارہ مولانا کے آگے ہاتھ جوڑتا تھا اور کہتا تھا، میرے دیوان کو جلا ڈالئے اور مجھے ان کے پنجہ سے نجات دلائیے۔

اس خواب کے بعد مولانا روم مطالعہ ترک کر کے ریاضت، مجاہدہ اور سماع میں مشغول رہنے لگے۔ حضرت شمس تبریز کو مولانا سے خاص محبت تھی۔ اسی طرح مولانا بھی آپ پر جان فدا کرتے تھے، بلکہ آپ کی شان میں اور آپ کے نام پر کئی غزلیں کہی ہوئی ہیں۔

روایت ہے کہ ایک دن حضرت شمس تبریز رحمتہ اللہ علیہ مدرسہ کے حجرہ کے باہر اور مولانا روم حجرہ کے اندر تھے۔

Marfat.com

لوگ مولانا روم سے ملنے آتے، تو آپ اُن سے کہتے کہ ہم مولانا رُوم کے درمیان ہیں، بتاؤ ہمارے لئے کیا لائے ہو۔ کچھ نذرانہ دو، تو ہم تمہیں مولانا کی زیارت کرائیں۔ اس پر ایک نااہل نے کہا "ہم سے پوچھتے ہو کہ کیا نذرانہ لائے ہو۔ پہلے تم کہو کہ تم کیا لائے ہو۔" آپ نے فرمایا "ہم نے اپنا سر اپنے دوست، اپنے محبوب اور اپنے مولانا پر قربان کر دیا ہے۔" اور حقیقت میں ہوا بھی ایسا ہی۔

جیسا کہ گزشتہ سطور میں ذکر ہو چکا ہے حضرت شمس تبریزی علیہ الرحمتہ کی ملاقات نے مولانا روم سے نماز روزہ ترک کرا دیا۔ اور اپنی محبت کے سوا سب کی محبت سے قطع تعلق کرا دیا۔ حسام الدین چلپی اور مولانا روم سے حضرت شمس تبریزی علیہ الرحمتہ کی عجیب فرمائشوں کے پیشِ نظر جب موجودہ زمانہ کے پیروں اور مریدوں کے تعلقات پر نظر ڈالی جاتی ہے تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ جیسے زبردستی کا ایک سلسلہ ہے، جس کو رسم و رواج کی زنجیریں مضبوطی سے جکڑے ہوئے ہیں۔ خلوصِ دل اور صفائی قلب کا بہت کم دخل ہے۔

پیر چاہتا ہے کہ نظر بچے تو مرید کے گھر تک کی صفائی کر دے اور جو ملے وہ عمرو عیار کی زنبیل میں ڈال دے۔ اور مُرید چاہتا ہے کہ پیر صاحب سے دُور کی صاحب سلامت بھی نہ

Marfat.com

رہے۔ اور اگر وہ مُرید کے گھر میں آ ہی جائیں اور اُس پر کوئی فرمائش بھی ڈال دیں، تو اس کے پاؤں تلے کی زمین نکل جاتی ہے۔ اور اس پر سکتہ کا عالم طاری ہو جاتا ہے۔

سوال پیدا ہوتا ہے کہ آخر اس کی وجہ کیا ہے؟ یہ بے اعتقادی اور بدگمانی کیوں ہے؛ مشائخ حضرات سے اسرارِ باطنی اور ارادت مندوں سے ظاہری ادب بھی کیوں ختم ہو رہا ہے۔ جہاں تک واقعات و حالات کا تعلق ہے، کہنا پڑتا ہے کہ پیرانِ عظّام اپنے حقیقی فرائض سے قطعی بے خبر ہیں۔ بلکہ بہت سے ایسے بھی پیر ہیں، جو پیری کی اہلیت بھی نہیں رکھتے۔ اور صرف باپ دادا کا نام لے کر پیٹ پال رہے ہیں اور پیر ہو کر مُریدوں کے دروازوں کی خاک چھان رہے ہیں۔

مُریدوں کے پاس جانا کوئی گناہ نہیں ہے۔ بلکہ نرم دلی اور انکساری کی ایک نہایت ہی عمُدہ علامت ہے۔ مگر دیکھنا یہ ہے کہ وہ کس نیّت سے جاتے ہیں۔ اگر اُن کی یہ غرض ہے کہ کسی خاص مُرید کو جس سے ان کی محبت ہے، اس کو کوئی ہدایت یا معرفت دینی ہو، معرفت کے حقائق بیان کرنے ہوں، یا اس مقام کے اور لوگوں کی بہتری و ہدایت مقصود ہو، تب تو بہت اچھی بات ہے۔ لیکن اگر صرف پیٹ پالنے سے غرض ہے،

89713

Marfat.com

تو ظاہر بات ہے کہ پیری سے دکانداری کا کام لینا شروع کر دیا ہے، جو نہایت معیوب بات ہے۔

اگلے زمانوں میں سجادہ نشینی کسی کی جائیداد یا موروثی نہیں تھی۔ خود مولانا روم ہی کی طرف دیکھئے۔ آپ کے صاحبزادے حضرت سلطان ولد ایک بزرگِ کامل اور مشہور زمانہ صوفی تھے۔ لیکن ان کی موجودگی کے باوجود مولانا روم نے حضرت حسام الدین کو اپنا جانشین نامزد فرمایا۔ آج ایسے کتنے صاحبزادے ہیں جو سجادہ نشینی سے باپ دادا کی جائیداد اور موروثی جاگیر کا کام نہیں لے رہے۔ حالاں کہ اُن کو خلقِ خُدا کی ہدایت، اسلام کی خدمت اور شریعت و طریقت سے کوئی واسطہ نہیں۔

اسی طرح مریدوں میں بھی اخلاص اور محبت نہیں رہی۔ آج کل کے طالب یہ چاہتے ہیں کہ پیر صاحب پلک جھپکتے ہی تانبے کو سونا بنا دیں۔ برسوں کے بچھڑے ہوئے معشوق کو ایک سیکنڈ میں ملا دیں۔ اور ان کی جو آرزو ہے، وہ ایک ساعت میں پوری ہو جائے۔ نہ انہیں نماز روزہ کا پابند ہونا پڑے، نہ طریقت و حقیقت سے آشنائی ہو اور نہ کوئی دوسری تکلیف برداشت کرنی پڑے۔ خاص طور پر نقدی کے نذرانہ سے تو ضرور معاف رکھا جائے۔

Marfat.com

اب ایسا رہبر اور پیر کہاں سے آئے جو پہلے مریدوں کو امتحان دے اور اگر مرید کی آرزو پوری کر دے، تو پھر اس مرید کے لطف و کرم کا مستحق ہو۔ اللہ اللہ ؎

اے دوست مرے قتل پہ باندھی تو ہے تلوار
پہلے یہ کہو باندھنی آتی ہے کمر بھی!

ایسا معلوم ہوتا ہے کہ مولانا روم کے زمانہ میں بھی ایسی شکایتوں کا تھوڑا بہت وجود پایا جاتا تھا۔ چنانچہ حضرت شمس تبریز نے ایک مجمع میں ارشاد فرمایا :۔

"امیروں، بادشاہوں اور اولیاء کے دسترخوانوں، دروازوں اور حلقوں کے گرد گھومتے ہو اور کتّوں کی طرح دُم ہلاتے ہو، مگر پیٹ بھر کر روٹی کا ٹکڑا کہیں سے بھی نہیں ملتا۔ کہتے ہو کہ اولیاء کی نظر کیمیا کا اثر رکھتی ہے اور دل کی سب گندگیاں دُور کر دیتی ہے۔ لیکن کیا سبب ہے کہ تم میں وہی تلخی و تُرشی (کڑواہٹ) بدستور موجود ہے۔ تم کو ناز ہے کہ فلاں بزرگ کی صحبت میں بیٹھے، آئینہ دل کو صاف کیا، ریاضتیں کیں اور اپنے پیر کی ناز برداریاں کیں، لیکن تمہارے دل ایسے تاریک ہیں جیسے پہلے تھے۔ ایک شخص کو علم و فضل

Marfat.com

پر اور زہد و تقویٰ پر نازہے۔ ایک کہتا ہے میرے
مُریدوں پر قابو نہیں، اور زندگی میں کوئی نمایاں اثر
نہیں، تو ان دعووں سے کیا فائدہ؟"

اصل میں لوگ چاہتے ہیں کہ ہم گھر بیٹھے، بغیر محنت و ریاضت
اور بغیر خدا کی عشق بازی کے حضرت بایزید بسطامی علیہ الرحمتہ کے ہم
پیالہ و ہم نوالہ ہو جائیں۔ ایسے لوگوں سے بھاگنا چاہیئے۔ یہ فقیری
نہیں دکانداری کرتے ہیں، بدمعاشی کرتے ہیں۔

بھاگ ان بُردہ فروشوں سے کہاں کے بھائی
بیچ ہی ڈالیں جو یوسفؑ سا برادر پائیں!

اس بات کی شہادت اکثر کتابوں میں ملتی ہے کہ حضرت
شمس تبریزی علیہ الرحمتہ سے مولانا روم کے مُرید اور خادم بہت
حسد کیا کرتے تھے۔ اور جن کے سینوں میں حسد و رشک کی
گنجائش نہ تھی، اور جو حضرت شمس تبریز کے مراتب و فضائل سے
آگاہ تھے، وہ ان کی نہایت تعظیم کرتے اور نہایت عجز و انکسار
سے پیش آیا کرتے تھے۔

انہی چشمِ بصیرت والوں میں جناب حسام الدین چلپی بھی تھے۔
جو بعد میں مولانا روم کے خلیفہ اور جانشین قرار پائے۔ ایک دن
حضرت شمس تبریز نے حسام الدین سے فرمایا: "میرے دوست!

Marfat.com

زبانی محبّت سے کام نہیں چلے گا۔ سُنتے ہیں کہ دین مالی نقصان کے قریب ہے۔ اگر رسائی چاہتے ہو، تو کچھ نقدی دلواؤ۔ حسام الدین فوراً اپنے گھر گئے اور جو کچھ تھا لے آئے۔ یعنی بیوی کا زیور اور اپنا باغ جو نہایت پُر فضا تھا، سب فروخت کر کے نقدی مہیّا کی اور حضرت کے قدموں میں لاکر ڈال دی۔ اس موقع پر روتے ہوئے کہتے تھے کہ زہے نصیب کہ دین و دُنیا کے بادشاہ نے فرمائش کی ہے۔

حضرت شمس تبریز نے فرمایا: "حسام الدین! اللہ تعالیٰ تمہارے مراتب اس سے بھی زیادہ کرے۔ مردانِ خُدا کو کسی چیز کی ضرورت نہیں۔ وہ دونوں جہاں کی نعمتوں سے پاک ہیں۔ اولیاء اللہ کی نظروں میں مُرید کا یا کسی معتقد کا سب سے بڑا امتحان ترکِ محبت ہے۔ دوسرا امتحان ترکِ غیر اللہ ہے۔ کوئی مُرید بغیر خدمت و اطاعت اور مال صرف کرنے کے اپنے مقصد میں کامیاب نہیں ہوسکتا۔ حسام الدین! یہ روپیہ لے جاؤ اور خُدا کی راہ میں دے دو۔"

چنانچہ جناب حسام الدین چلپی نے اولیاء کرام کے گروہ میں ایک ممتاز جگہ حاصل کی۔ انہیں مولانا روم کی سرکار میں نہ صرف جانشینی ملی بلکہ کنوز العرش کا خطاب بھی ملا۔ کسی نے درست

Marfat.com

فرمایا ہے کہ ع

ہر کہ خدمت کرد او مخدوم شُد

(جو خدمت کرتا ہے وہی مخدوم بن جاتا ہے)

؎ حُبّ درویشاں کلیدِ جنّت است

دُشمنِ ایشاں سزائے لعنت است

(یعنی درویشوں سے محبت کرنے والا جنّت کی کُنجی کا مستحق ہو جاتا ہے اور جو درویشوں سے دُشمنی کرتا ہے وہ لعنت کا سزاوار ہو جاتا ہے۔)

مولانا روم کے پوتے، یعنی حضرت سلطان ول کے صاحبزادے حضرت چلپی عارف سے روایت ہے کہ ایک دفعہ حضرت شمس تبریز نے ازراہِ محبت اور ناز و نیاز کے انداز میں مولانا روم سے کہا "کیا اچھا موسم اور کیا اچھا دن ہے۔ اس وقت اگر کوئی خوبصورت عورت مل جاتی، تو وقت بھی نہایت اچھا کٹتا، رُوح کو غذا، دماغ کو فرحت اور قلب کو سرور حاصل ہو جاتا۔"

یہ سُن کر مولانا دوڑے دوڑے اپنے گھر گئے اور اپنی بیوی کا ہاتھ پکڑ کر لے آئے۔ حضرت شمس تبریز نے کہا "بہن کو معشوق نہیں کہتے اور نہ بہن کے لئے ایسے الفاظ بول سکتے ہیں۔ یہ تو میری بہن ہیں۔ یہ تم نے کیا غضب کیا، ان کو لے جاؤ اور کوئی

Marfat.com

خوبصورت لڑکا لے آؤ۔"

مولانا پھر گئے اور اپنے بیٹے سلطان ولد کو لے آئے حضرت شمس تبریز نے کہا۔" بیٹوں سے یہ دل لگی نہیں کی جاتی۔ یہ میرے جگر کا ٹکڑا اور میری آنکھوں کا نور ہے۔" (پھر فرمایا)۔" موسم اور وقت کے مطابق اس وقت شراب ہی کہیں سے تھوڑی سی مہیا کر دو۔ کہ اس کے نشہ میں" ذکرِ عیش بہ از عیش"، (عیش کرنے سے عیش کی بات کرنا بہتر ہے۔) کا مزا ہے۔ مولانا دوڑتے ہوئے دیوان کے محلہ میں گئے، جہاں شراب فروشوں کی دکانیں تھیں، وہاں ایک دوکان سے شراب کا مٹکا اٹھا لائے اور اپنے دل نواز دوست کے آگے رکھ دیا۔

حضرت شمس تبریز مولانا روم کی یہ عقیدت دیکھ کر تڑپ اُٹھے۔ انہیں سینے سے لگایا، پھر ان کے قدموں میں گر پڑے اور اسی حالتِ مستی میں عبا کو پھاڑ ڈالا اور فرمایا۔" اوّل و آخر کی قسم! ابتدا و انتہا کی سوگند! تمہارے حلم اور تمہارے قلب کی وسعت کی کوئی انتہا نہیں۔ تم نے وہ کیا، جو کسی سے نہ ہو سکا۔ تمہارے اوصاف بیان کرنے کی حد سے باہر ہیں۔" اور حقیقت بھی یہی ہے، مولانا روم بھی حضرت شمس تبریز پر جان فدا کرتے تھے اور اسے بیکار سمجھتے تھے۔ بلکہ جو کہتے تھے، وہ کر کے بھی دکھا دیتے تھے۔

Marfat.com

حضرت شمس کی اطاعت پر مولانا روم پر طعن و تشنیع

اس سے پہلے بیان ہو چکا ہے کہ حضرت شمس تبریز کی ملاقات سے پیشتر مولانا روم، علومِ ظاہری پڑھایا کرتے تھے۔ بلکہ اکثر کتابوں میں لکھا ہے کہ مولانا کی سواری نہایت جاہ و جلال سے نکلا کرتی تھی۔ اور اُن کا حلقۂ درس علماء و فضلاء سے سجا رہتا تھا۔

حضرت شمس تبریز کی ملاقات کے بعد جب وہ سرود و سماع کے عاشق اور تعلقات دنیوی کے کسی حد تک تارک ہو گئے، تو لوگ فکر مند ہو گئے۔ بلکہ اکثر لوگوں نے طعن و تشنیع شروع کر دی۔ کہ ایسا عالم و فاضل ہو کر ایک ننگ دھڑنگ کے پنجہ میں کس طرح پھنس گیا۔ اور ایک ہی ملاقات میں برسوں کے علم و فضل کو کس طرح تباہ کر بیٹھا۔

ایک دن مشائخ کا مجمع تھا۔ اس میں ایک صوفی نے کہا کہ "بہاؤالدین ولد بلخی کے بیٹے نے نہ صرف اپنے علم و فضل بلکہ باپ کا روشن نام بھی بدنام کر دیا اور ایک تبریزی جادوگر کا مطیع ہو گیا۔ تعجب ہے کہ خراسان کی مٹی تبریز کی مٹی کی فرماں برداری کر رہی ہے"۔ جب حضرت شمس نے سُنا، تو فرمایا "تو اپنے

Marfat.com

آپ کو صوفی کہتا ہے اور تعجب ہے کہ صُوفی ہو کر رشک و حسد میں مبتلا ہے۔ تبریزی پر کیا منحصر ہے۔ اگر استنبولی مٹی میں بھی کمالِ باطنی ہو تو اس کی پیروی بھی واجب ہے، خدا کی دَین (عطا) کسی خاص سرزمین سے وابستہ نہیں ہے"۔

علامہ اقبال نے اسی مضمون کو اس طرح شعر میں ڈھالا ہے۔

اقبال لکھنؤ سے نہ دلی سے ہے غرض ؎
ہم تو اسیر ہیں خمِ زلفِ کمال کے!

Marfat.com

حضرت شمس تبریز کی ناراضگی اور قونیہ سے روانگی

لوگوں کے طعنہ مارنے، حسد و رشک کرنے اور ایذا رسانی کا نتیجہ یہ نکلا کہ حضرت شمس تبریزی ایک دن چپکے ہی چپکے قونیہ سے نکل پڑے۔ بعض لوگوں کے بقول تبریز کی طرف اور بعض کے بقول دمشق کی طرف روانہ ہو گئے۔

جب مولانا روم کو خبر ہوئی، تو بہت رنجیدہ ہوئے۔ زبان و قلم اور زبانِ حال سے آہ و فریاد کی کہ آسمان چکرا گیا اور لوگوں کے دل دہل گئے۔ مولانا کے خادموں کا خیال تھا کہ اب جب کہ حضرت شمس چلے گئے ہیں تو خلوت و جلوت میں بس وہی مولانا کے ساتھ ہوں گے لیکن مولانا روم نے بالکل تنہائی اختیار کر لی۔ اور کسی کو بھی اپنے پاس آنے، بیٹھنے اور کلام تک کرنے کی اجازت نہ دی۔ وصال (ملاقات) کے بعد ہجر (جدائی) کا نظارہ نہایت دردناک ہوتا ہے۔ خدا دشمن کو بھی نصیب نہ کرے۔ مولانا روم کے دل کو ٹھیس لگی، اس لئے دلِ دردمند سے شعروں اور غزلوں کی صورت میں آہ و بکا کے شعلے نکلنے لگے۔

آخر جب اہلیانِ شہر اور حلقہ کے خدام مولانا کی ملاقات اور

اہالی

Marfat.com

اُن کی شیریں کلامی اور رموزِ حقائق کے سُننے کے لئے ترس گئے تو نہایت بے چین ہو گئے۔ انہوں نے مولانا کے صاحبزادے یعنی سلطان ولد سے فرمائش کی کہ وہ جس طرح ہو سکے مولانا کو منائے۔ اور جس طرح وہ راضی ہو سکتے ہیں، انہیں راضی کرائے۔ آخر سلطان ولد مولانا کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ جس کے نتیجے میں تجویز یہ قرار پائی کہ سلطان ولد کی سربراہی میں قونیہ کے علماء اور حلقہ کے خدّام پر مشتمل ایک وفد حضرت شمس تبریز کو منانے کے لئے جائے۔

چنانچہ جب یہ جماعت دمشق پہنچی تو دیکھا کہ حضرتِ شمس جبل جلالیہ کی سرائے میں ایک فرنگی لڑکے سے چوسر کھیل رہے تھے۔ یہ لڑکا دراصل خدا کے مقبول بندوں میں سے تھا لیکن اپنی حالت سے بے خبر تھا۔ حضرت شمس بذریعہ کشف اس کے کمالاتِ باطنی سے آگاہ ہو چکے تھے۔ اس لئے اکثر اس کے ساتھ کھیلا کرتے تھے۔ لڑکے نے حضرت شمس سے تمام بازی جیت لی اور غصّہ سے ایک تھپڑ بھی ان کے مُنہ پر مارا اور کہا "واہ! اسی بساط پر بازی شروع کی تھی۔

یہ حال دیکھ کر حضرت سلطان ولد سے رہا نہ گیا۔ وہ اس بے ادبی وگستاخی کی تاب نہ لا سکے۔ اور اس خیال سے کہ شوخ چشم لڑکا اس

Marfat.com

سے بڑھ کر کوئی گستاخی نہ کرے، آپ حضرت شمس تبریز کے قدموں پر گر پڑے۔ اور رونے لگے۔ جماعت کے باقی لوگ باادب ہو کر سامنے کھڑے رہے۔ فرنگی لڑکا حضرت شمس تبریز کا یہ احترام دیکھ کر دنگ رہ گیا۔

حضرت شمس نے سلطان ولد کو قدموں سے اٹھایا اور ان کی پیشانی پر بوسے دیئے۔ پھر مولانا روم کا حال دریافت کیا۔ سلطان ولد نے عرض کیا کہ "سب خدام اپنے برے اعمال اور حرکتوں سے توبہ و استغفار کرتے ہیں۔ بس آپ ایک دفعہ قونیہ تشریف لے چلئے۔ کیوں کہ مولانا، خدام اور دیگر لوگ بہت بے قرار ہیں"۔

اس پر حضرت شمس سفرِ روم کے لئے تیار ہو گئے۔ فرنگی زادہ نے حضرت شمس کے ہاتھ پر بیعت کی اور عرض کیا کہ مال و دولت لٹا کر آپ کے ہمراہ جانا چاہتا ہوں۔ لیکن آپ نے منع فرمایا کہ ایسا ہرگز نہ کرو۔ تم دین حاصل کرو اور دنیا کو اس سے فائدہ پہنچاؤ۔ چنانچہ وہ لڑکا مسلمان ہو گیا اور حضرت شمس تبریز کی دعا و برکت لے کر اپنے ملک چلا گیا۔

اُدھر حضرت شمس تبریز کے انتظار میں مولانا روم کو ایک ایک گھڑی شاق گزر رہی تھی۔ موسم بہار میں جب کہ جانور تک مست ہو جاتے ہیں، مولانا روم بھی اپنے دوست کی صحبت کو تلاش کرتے

Marfat.com

ہیں، لیکن وہ نظر نہیں آتے ۔ جب باغ میں جاتے ہیں تو
وہاں بھی جی نہیں لگتا ۔

سرو شمشاد، نسرین و سمن، گل و غنچہ سب کو اپنی ہی طرح سراپا
انتظار پاتے ہیں ۔

Marfat.com

حضرت شمس تبریز کی قونیہ میں واپسی

آخر حضرت شمس تبریز قونیہ تشریف لے آئے اور مولانا روم سے ملے۔ تمام لوگوں نے قدم بوسی کی۔ بے ادبوں نے اپنی حرکات سے توبہ کی اور آئندہ خدمت گزار رہنے کا وعدہ کیا۔ در و دیوار سے صدا آنے لگی ؎

اے فلک رشک سے نہ جل مرنا
بچھڑے ملتے ہیں ایک مُدّت کے !

سماع کے جلسے پھر سے شروع ہوئے اور اس زور و شور کے ساتھ کہ در و دیوار، بے جان و جاندار، بے عقل و عقل مند، انسان و حیوان غرض سب وجدانی کیفیتوں کے مزے لینے لگے۔ مولانا روم کی خوشی کی انتہا نہ تھی، تو حضرت تبریز بھی فرطِ مسرت سے اُچھلے جاتے تھے۔

ایک دن حضرت شمس تبریز نے مدرسہ کے اندر، جہاں اکابر شہر اور خدّام موجود تھے، سلطان ولد کے متعلق فرمایا کہ "میں ان کے حُسنِ اخلاق اور ان کی خدمات سے بہت خوش ہوں۔ مجھے اللہ تعالیٰ نے اپنے قیمتی خزانوں سے دو چیزیں عطا کی ہیں، ایک

Marfat.com

انسانی صورت اور دوسرے صوفیانہ مذاق۔ انسان کی بزرگی اس کے سر سے ہے، جو عقل اور دماغ کا ٹھکانا اور پناہ گاہ ہے، اُس کو میں نے مولانا پر قربان کر دیا ہے اور سر دے کر ان کی صحبت حاصل کی ہے۔ اس پر بھی کہتا ہوں ع

بحمداللہ، عجب ارزاں خریدم!

(یعنی الحمدللہ! بہت سستے کا سودا کیا ہے۔)

صوفیانہ مذاق کی بزرگی اسرارِ باطنی سے ہے، وہ میں نے سلطان ولد کو دیئے۔ اور اس پر تم سب لوگوں کو گواہ کرتا ہوں۔ سلطان ولد اگر ساری عمر ریاضت اور مجاہدوں میں بسر کر دیتے، تو بھی وہ اسرار و کمالات حاصل نہ کر سکتے جو انہیں اس سفر میں حاصل ہوئے ہیں، جس کا نتیجہ یہ ہے کہ میں دوبارہ آیا ہوں۔

Marfat.com

حضرت شمس تبریز پھر چلے گئے

جن کے دل نُورِ الٰہی سے محروم ہوتے ہیں اور جن کی آنکھیں "فاعتبروا یا اولی الابصار" کا نظارہ دیکھنے کے قابل نہیں ہوتیں، ان کے قلب کی سیاہی اور باطن کا اندھاپن اپنی حرکتوں سے باز نہیں آتے ؎

خُوئے بد در طبیعتے کہ نشست
نہ رَود جز بوقتِ مرگ از دست

(یعنی بُری عادت اگر کسی کی طبیعت میں جگہ کرلے
تو سوائے موت کے وہاں سے نہیں نکلتی)۔

چنانچہ حضرت شمس تبریز کی ہر وقت کی صحبت اور ہم کلامی بعض ظاہر پرستوں کو پھر ناگوار گزری۔ آپ سب کچھ دیکھتے تھے، لیکن مولانا روم کی خاطر کسی مخالف اور سیہ کار کی کوئی پرواہ نہیں کرتے تھے۔ آخر جب دل کے اندھوں نے کھلی آنکھ کو حسد اور ایذا کی گرم سلائی سے تنگ کرنا شروع کیا۔ اور جب دامنِ صبر و برداشت ہاتھ سے جاتا رہا، تو آپ قونیہ سے پھر غائب ہوگئے۔

حضرت شمس تبریز کے اس طرح دوبارہ قونیہ سے تشریف

Marfat.com

لے جانے سے مولانا روم تڑپتے اور روتے تھے۔ خدّام کو پھر اندیشہ ہوا کہ خدانخواستہ جُدائی کی شدّت سے آپ کی حالت پھر خراب نہ ہو جائے، انہوں نے مولانا روم کی تسلی کے لئے ہر قسم کا سامان مہیا کرنا چاہا، لیکن معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے ان قدر ناشناسوں کو مُنہ نہیں لگایا۔ اور بے قراری کے عالم میں تلاشِ یار میں خود ہی نکل پڑے۔

انہوں نے دمشق کے میدانوں اور جنگلوں کا پتّا پتّا چھان مارا۔ مگر گُلِ مقصود ہاتھ نہ آیا۔ اسی حالت میں بہت سی غزلیں لکھیں۔ جن میں حضرت شمس تبریز سے دوبارہ جُدا ہونے کا ذکر تھا۔ انہی غزلوں سے دل بہلاتے تھے اور انہیں اپنی تنہائی کا ساتھی سمجھتے تھے۔

خادموں، عمائدینِ شہر اور اپنے فرزند، سلطان ولد کے اصرار کرنے پر مولانا روم آخر اپنا سفر ترک کر کے واپس لوٹتے ہیں۔

نفحات

"مناقب العارفین" "لمحات الانس" اور دوسری کتابوں میں لکھا ہے کہ حضرت شمس تبریز ایک دفعہ پھر قونیہ میں تشریف لائے لیکن اس تشریف آوری کی تفصیل کہیں سے معلوم نہیں ہو سکی۔ البتہ دوبارہ ملاقات کے بعد حضرت شمس تبریز کو موت کے سوا کوئی جاندار مولانا روم سے جُدا نہیں کر سکا۔

Marfat.com

حضرت شمس تبریز اور شیخ احد الدین کرمانی

اوحدالدین

شیخ احد الدین ایک بہت بڑے بزرگ تھے۔ ایسے بزرگ کہ جن کا ذکر شیخ محی الدین ابن العربی جیسے یگانۂ روزگار ہستی نے اپنی کتابوں میں کیا ہے۔ آپ حقیقتِ شہود میں مظاہرِ صوری سے توسل کیا کرتے۔ اور جمالِ باری تعالیٰ کا ہر پسندیدہ شئے میں مشاہدہ کیا کرتے تھے۔ انہی باتوں سے عوام اور بعض خواص بھی آپ سے ناراض تھے۔

ایک دن شیخ شہاب الدین سہروردی کے حضور میں جب کسی نے آپ کا ذکر کیا تو شیخ نے فرمایا "میرے سامنے احد الدین کا نام مت لو، وہ کافر اور بدعتی ہے۔"

جب اس کی خبر احد الدین کو ہوئی تو انہوں نے کہا۔۔۔ "میرے لئے یہ فخر کیا کم ہے کہ میرا نام شیخ کی زبان پر آگیا ہے۔" پھر عربی کا یہ شعر پڑھا ؎

ماساءنی ذکرك لی مساءة

بل سرلی انی خطرت ببالك

یعنی تم نے جو مجھے بُرے الفاظ سے یاد کیا ہے میں

Marfat.com

اس پر ناخوش نہیں، بلکہ خوش ہوں کہ یاد تو کیا اور خیال میں تو رکھا"۔
اسی مضمون کو امیر مینائی نے اردو میں اس طرح ادا کیا ہے۔

گر قہر سے وہ دیکھتے ہیں، دیکھتے تو ہیں
میں شاد ہوں کہ ہوں تو کسی کی نگاہ میں

احد الدین حالتِ سماع میں عجیب و غریب حرکتیں کیا کرتے تھے۔ جب اس کی خبر خلیفۂ بغداد تک پہنچی، تو اُس نے ایک مجلس کا اہتمام کیا، اور اعلان کیا کہ اس نے اگر میری مجلس میں ایسی حرکتیں کیں تو اُسے فوراً ہلاک کر دُوں گا۔ مجلس جب گرم ہوئی تو احد الدین نے یہ رُباعی پڑھی ؎

سہل است مرا بر سر خنجر بودن
دریائے مرا دوست بر سر بودن
کہ
تو آمدۂ کافرے را بکشی
غازی چو توئی رواست کافر بودن

خلیفہ اور اس کے بیٹے نے بھری مجلس میں معذرت طلب کی اور ان کے مریدوں میں شامل ہو گئے۔

حضرت شمس تبریز کو سیاحت کا بڑا شوق تھا۔ آپ جم کر کہیں نہیں ٹھہرتے تھے۔ اسی لئے آپ کا نام عوام میں شمس پرندہ کے نام سے مشہور تھا۔ آپ ایک مرتبہ بغداد میں جا نکلے۔ وہاں شیخ

Marfat.com

احدالدین کرمانی سے ملاقات ہوئی۔ آپ نے پوچھا "شیخ کس حال میں ہو؟" شیخ نے کہا "پانی کے پیالے میں چاند کا مشاہدہ کر رہا ہوں"

حضرت شمس تبریز نے فرمایا "اگر گردن میں پھوڑا ہے، تو کسی طبیب کے پاس جاکر علاج کراؤ۔ اور اگر نہیں ہے تو اے غافل! آسمان کی طرف کیوں نہیں دیکھتا، جہاں حقیقی اور اصلی چاند نظر آرہا ہے" یہ سُن کر شیخ احد نے کہا "مجھے اپنی خدمت میں رکھو اور ساتھ رہنے کا فخر بخشو" حضرت شمس نے فرمایا "اس شرط پر منظور ہے کہ بغداد کے بازاروں میں میرے ساتھ نبید (تاڑی) پیو" کرمانی نے کہا "اس سے تو معذور سمجھو"

آپ نے فرمایا "اچھا، بازار سے میرے لئے خرید تو لاؤ گے؟" جواب دیا "بہت مشکل ہے" پھر فرمایا "جس وقت میں بیوں گا، اس وقت میرے پاس بیٹھے تو رہو گے؟" کہا "یہ بھی نہیں ہو سکتا" اس پر آپ نے کڑواہٹ سے فرمایا "اے ڈرپوک! مردانِ خدا کے سامنے سے دُور ہو۔ جب تجھے اپنے نفس پر اتنی بھی قدرت نہیں کہ اس کو قابو میں رکھ سکے تو تُو میری صحبت کا متحمل کس طرح ہو سکے گا۔ عزتِ دُنیا جب تجھے اس قدر عزیز ہے، تو اس عالم میں آنے سے تیرا مطلب کیا۔ مجھے مُرید بنانے کا شوق نہیں،

Marfat.com

بلکہ میں تو خود کسی ایسے پیر کی تلاش میں ہوں جو میری صحبت کے لائق ہو۔"

اس کا شیخ کرمانی پر بڑا اثر ہوا اور ان کی چشمِ بصیرت پہلے سے زیادہ کھُل گئی۔

Marfat.com

حضرت شمس تبریز کی بیوی کیمیا خاتون

حضرت شمس تبریز جب مولانا روم کے پاس آئے، تو مولانا نے اس خیال سے کہ ایک تو وہ خود تنہا زندگی بسر کرتے تھے اور دوسرے اس خیال سے کہ شادی ہو جانے پر حضرت شمس قونیہ سے کہیں باہر نہ جا سکیں گے، حضرت شمس تبریز کو شادی کی ترغیب و تحریص دلانی شروع کی۔

اس طرح آخر اشارہ دیکھ کر مولانا روم نے اپنی ایک پروردہ سے، جس کا نام کیمیا تھا، حضرت شمس کا نکاح کر دیا اور اپنے ہی مکان کی چار دیواری میں خاص ان کے لئے ایک خیمہ نصب کرا دیا۔

مولانا روم کے بڑے بیٹے کا نام علاؤالدین چلپی تھا۔ اُن کو چند حاسد مُریدوں اور خادموں کی صحبت کی وجہ سے حضرت شمس سے رنجش پیدا ہو گئی تھی۔ وہ جب مکان میں آتا یا باہر جاتا، تو حضرت شمس کو چھیڑنے اور تنگ کرنے کے لئے اُن کے خیمہ سے ہو کر گزرتا۔ حضرت شمس نے علاؤالدین کو منع کیا، لیکن چونکہ اس کا ارادہ حضرت کو تکلیف دینے کا تھا، اس لئے باز نہ آیا۔ اُلٹا لوگوں

Marfat.com

سے اور مولانا روم سے شکایت کی کہ "آگ لینے آئی گھر والی بن بیٹھی۔ اب ڈیرے ہی یہاں جما دیئے ہیں، خود غیر ہو کر گھر والوں کو کہتا ہے کہ گھر میں نہ آیا کرو، اور آؤ تو آواز دے کر آؤ"۔

اس سے حاسدوں کو بھی موقع ملا۔ انہوں نے بھی آوازے کسنے شروع کئے۔ چنانچہ ان تمام چیزوں سے تنگ آکر حضرت شمس تبریز کو مجبور ہو کر قونیہ سے کہیں غائب ہو جانا پڑا۔

مناقب العارفین میں مولانا روم سے روایت ہے کہ کیمیا خاتون حضرت شمس سے کسی بات پر ناراض ہو کر مرام کے باغ میں چلی گئی۔ جب میں نے سنا تو چند عورتوں کو اس کو منانے اور واپس لانے کے لئے باغ میں بھیجا اور خود شمس تبریز کے پاس آیا۔ ابھی مکان کے اندر داخل نہیں ہوا تھا کہ کیمیا خاتون اور حضرت شمس کی باتوں کی آواز آئی۔ میں حیران تھا کہ یہ معاملہ کیا ہے، کیمیا خاتون تو گھر میں موجود ہے۔ کسی نے غلط خبر دی ہے کہ وہ ناراض ہو کر چلی گئی ہے۔ عورتوں کو ناحق اس کی تلاش کے لئے تکلیف دی گئی۔

مولانا فرماتے ہیں کہ میں نے میاں بیوی کی ملاقات میں دخل دینا مناسب نہ سمجھا۔ اور واپس آنا چاہا کہ اتنے میں آواز آئی "مولانا اندر آجاؤ"۔ جب میں اندر گیا تو وہاں سوائے حضرت شمس

Marfat.com

کے کسی دوسرے کا وجود نہ پایا۔ پوچھا کیمیا خاتون کہاں گئی، تو فرمایا: "وہ تو ناراض ہو کر چلی گئی، شاید آپ کی طرف گئی ہو"۔ میں نے کہا: "وہ تو ابھی ابھی آپ کے پاس بیٹھی ہوئی باتیں کر رہی تھی"۔

فرمایا: "اللہ تعالیٰ مجھ سے اس قدر محبت رکھتا ہے کہ میں جس صورت میں چاہتا ہوں، وہ مجھے اپنا جلوہ دکھا دیتا ہے وہ کسی خاص چیز تک اپنے آپ کو محدود نہیں رکھتا"۔

طُور پر حضرت موسیٰ کو نظر آیا تھا
مجھ کو ہر رنگ میں یاں جلوہ دکھایا تُو نے

فرمایا: "اس وقت میں نے کیمیا خاتون کی شکل میں انوار تجلّی کی درخواست کی تھی جو مقبول ہو گئی"۔

روایت ہے کہ ایک دن کیمیا خاتون، حضرت شمس کی اجازت کے بغیر مکان سے باہر گئیں۔ حضرت شمس کو معلوم ہوا تو ناراضگی ظاہر فرما دی۔ جب کیمیا خاتون واپس آئیں تو انہیں ایسی قہر و غضب کی نظر سے دیکھا کہ وہ بیمار ہو گئیں۔ اور اسی بیماری میں تیسرے دن انتقال کر گئیں۔ مناقب العارفین میں لکھا ہے کہ یہ واقعہ ۶۴۴ھ کو ہوا۔ حضرت شمس تبریز اپنی بیوی کیمیا خاتون کے چالیسویں کے بعد شعبان المعظم کے مہینے میں دمشق چلے گئے۔

Marfat.com

سرود و سماع کی مجلسیں

بہ از رُوئے زیبا است آوازِ خوش
کہ ایں حظِ نفس است وآں قوّتِ رُوح

(یعنی حسین چہرے سے خوبصورت آواز بہتر ہے۔
کیوں کہ یہ نفس کو لذّت فراہم کرتا ہے اور وہ رُوح کو
مثلاً طاقت بخشتی ہے۔)

حضرت شمس تبریز کی تمام زندگی چونکہ راگ و رقص اور سماع و وجد میں گزری ہے اور انہی کی وجہ سے مولانا روم اپنی زندگی کا آخری حصّہ اسی کی نذر کر چکے تھے لیکن مولانا اس حصہ کو اپنی زندگی کے بہترین ایّام میں شمار کرتے ہیں۔ اس لئے سرود و سماع کے متعلق ذرا تفصیل سے بحث کی جائے گی، جس سے معلوم ہو گا کہ اس کھیل میں ایسے ایسے یکتائے زمانہ عالم و فاضل اور خدا کے مقبول بندے کیوں مصروف ہو گئے۔

تمام دنیا جانتی ہے کہ قوتِ باصرہ (آنکھ) کو سبزہ، بہتا ہوا پانی، خوبصورت صورتیں، عمدہ نقش و نگار اور تصویر اور ایسے ہی دلکش چیزوں کو دیکھ کر لذّتِ خاص حاصل ہوتی ہے۔ قوت شامہ (ناک) کو خوشبو سے لذّت اور بدبو سے نفرت پیدا ہوتی ہے۔ قوتِ

Marfat.com

ذائقہ (زبان) کو لذیز اور میٹھی چیزیں اچھی معلوم ہوتی ہیں۔ اور ان کے برخلاف تلخ اور بدمزہ چیزیں بُری معلوم ہوتی ہیں۔ قوتِ لامسہ (چھونے کی قوت) کو نرمی، چکناہٹ اور ہمواری بھلی اور سختی وناہمواری بُری معلوم ہوتی ہے۔ یہی حال قوتِ سامعہ (کان) کا ہے اس کو بعض آوازیں جیسے، بلبل کے چہکنے کی آواز اور سازوں کی آوازیں نہایت دلفریب معلوم ہوتی ہیں۔ جب کہ بعض آوازیں بھدی معلوم ہوتی ہیں۔ جیسے گدھے کی آواز اور کسی بدصورت کی بے ہنگم آواز۔

خوش آوازی کے لئے موزونی (سُریلا پن) لازمی ہے بغیر اس کے خوش آوازی بے کار ہے۔ سُریلی آواز کے تین مخارج (Sources) ہیں۔ ایک وہ جو جماد یعنی بے جان چیز سے نکلیں، جیسے ستار، بانسری اور ڈھولکی کی آوازیں اور لکڑی کی گتیں۔ دوسری قسم وہ ہے جو انسان کے گلے سے نکلے، جیسے شعر ترنّم (سُریلا پن) سے ادا کئے جائیں۔ تیسرے وہ جو حیوانوں اور جانوروں سے ظاہر ہوں۔ جیسے بُلبل جو سبزہ وگُل پر اور قمری سرو پر نغمہ سرائی کرتی ہے۔ اور ایسے ہی دوسرے خوش آواز اور سریلے جانور جو ہر صبح باغوں پہاڑوں، جنگلوں، میدانوں اور سبزہ زاروں میں اللہ تعالیٰ کی حمد کے گیت گایا کرتے ہیں اور اپنی خوش آوازی سے دل پر ایک

Marfat.com

خاص اثر پیدا کرتے ہیں۔

سازوں کو آوازوں کے مشابہ رکھ کر ایجاد کیا گیا ہے۔ جتنی چیزیں مجازی کاریگروں نے ایجاد کی ہیں، وہ سب حقیقی خالق کی مخلوق میں موجود ہیں۔ اللہ جمیل کو جس طرح جمال یعنی حسن پسند ہے، اسی طرح آواز بھی پسند ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حمد و ثناء کے گیت گانے کے لئے جانوروں میں بھی اس مادہ کو پیدا کیا ہے۔ اسی خیال اور اسی نمونہ کو پیشِ نظر رکھ کر کاریگروں نے خالق کی پیروی کی ہے۔ اور اس موزوں آواز کا نام راگ رکھا، جس کو رُوح کی غذا کہتے ہیں۔

جس طرح لوہے اور پتھر میں آگ ہوتی ہے لیکن نظر نہیں آتی۔ یا جس طرح زمین کے نیچے پانی اور پانی کے نیچے پھر زمین ہوتی ہے، لیکن نظروں سے پوشیدہ ہے۔ اسی طرح دلوں کے اندر باطن کے اسرار پوشیدہ ہیں۔ جس طرح پتھر اور لوہے کی آگ ایک دوسرے کو رگڑے بغیر نہیں نکلتی اور زمین کے نیچے کا پانی محنت کے بغیر دستیاب نہیں ہوتا، اسی طرح باطنی اسرار بھی جب تک اپنا کوئی ذریعہ تلاش نہ کر لیں، ظاہر نہیں ہوتے، اور واقف کاروں کا قول ہے کہ اس کے اظہار کی تدبیر بغیر راگ کے دوسرا کوئی نہیں ہے۔

یہ بات یاد رکھنی چاہیئے کہ لذیذ اور موزوں نغموں سے دل

Marfat.com

میں کوئی نئی چیز پیدا نہیں ہوتی، بلکہ دل میں جو کچھ پہلے سے موجود ہے وہ اسی کو ابھارتے اور ظاہر کرتے ہیں۔ دل کی مثال ایک برتن کی طرح ہے، جب چھلکاؤ گے تو وہی نکلے گا جو اس میں موجود ہوگا۔

اسی طرح راگ بھی دلوں کا امتحان لینے میں ایک عجیب کسوٹی ہے، جہاں کھوٹے کھرے کی پہچان نہایت صفائی سے ہوجاتی ہے۔ راگ سے جب دل کو حرکت ہوگی، تو اس سے وہی باتیں ظاہر ہوں گی جو اس پر غالب ہیں اور جو ہمیشہ اس کے اندر رہتی ہیں۔

قادر مطلق نے موزوں نغموں اور روحوں کے درمیان مناسبت رکھی ہے، جو ایک عجیب تاثیر رکھتی ہے۔ بعض نغموں سے سرور ہوتا ہے، بعض میں غم والم کی کیفیت طاری ہوتی ہے۔ کسی سے نیند آتی ہے، کوئی ہنسی کا باعث ہے۔ کسی میں اس بلا کا اثر ہوتا ہے کہ وہ اپنی موزونیت کے زور سے ہاتھ پاؤں اور سر میں ایک قسم کی حرکت پیدا کر دیتا ہے، جس سے آدمی بے خود ہوجاتا ہے۔

بعض لوگ اعتراض کرتے ہیں کہ اکثر ایسے لوگوں کو بھی وجد کی حالت میں دیکھا گیا ہے جو شعر کا مطلب بھی نہیں سمجھ سکتے اور صرف دیکھا دیکھی اور بناوٹ کے طور پر ہاتھ پاؤں میں حرکتیں پیدا کر

Marfat.com

لیتے ہیں۔ یہ اعتراض ایک حد تک دُرست ہے۔ بہت سے ایسے لوگ ہیں جو اِلاَّ اللہ کے نعروں سے زمین و آسمان سر پر اُٹھا لیتے ہیں، لیکن وہ آدابِ سماع اور شعر سمجھنے کی تمیز سے بالکل ناآشنا ہوتے ہیں۔

البتّہ یہ بات فراموش نہ کرنی چاہیئے کہ یہ ضروری نہیں ہے کہ جو چیز گائی جارہی ہو وہ سمجھ میں آنا بھی ضروری ہے، اور سمجھ میں آنے کے بعد ہی سرور کی کیفیت پیدا ہو۔ پختہ عمر کا انسان چاہے وہ ان پڑھ ہی ہو، پھر بھی کچھ نہ کچھ تمیز رکھتا ہے۔ یا معصوم ننھّے بچّوں کو دیکھئے کہ کس طرح ماں کی بے معنی لوری سُن کر رونا چھوڑ کر خاموشی اختیار کر لیتے ہیں، بلکہ مست ہو کر حالتِ غنودگی میں آجاتے ہیں۔ یا اُونٹ کو دیکھئے، کم عقل ہونے کے باوجود حُدی یعنی اُونٹ والوں کے نغمہ سے ایسا اثر پاتا ہے کہ اس کی آواز پر مست ہو کر بھاری بوجھ کو اُٹھا لے جاتا ہے۔ یا سانپ کو دیکھئے کیسا ظالم جانور ہے، اس سے بڑھ کر انسان کا دشمن اور کون ہو سکتا ہے لیکن بین کی آواز سُن کر اس کی دشمنی اور بے رحمی کا سارا نشہ ہرن ہو جاتا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ سانپ، اونٹ یا معصوم بچّے کو اشعار کے معنی کی سمجھ قطعی نہیں۔ ان کو صرف خوش الحانی یعنی آواز کی خوبصورتی مست کر دیتی ہے۔ راگ کا اثر روح اور دل پر ہوتا ہے۔ اس لئے جس

Marfat.com

شخص کے دل اور رُوح پر سریلی آواز سُن کر بھی اثر و حرکت نہ ہو، وہ اُونٹوں اور سانپوں سے بھی زیادہ کثیف ہے۔

باوزن کلمات یا موزوں شعر و اشعار کا گانا پانچ مواقع پر خاص مقاصد کے لئے ہوتا ہے۔ اوّل عبادت میں جیسا کہ مندروں، مسجدوں اور گرجا گھروں میں دیکھتے ہو۔ بھجن، مولود اور خدا کی ستایش کے گیت دل پر خاص اثر کرتے ہیں۔ ہمارا تعلق مسجد سے ہے۔ اگر امام خوش آواز اور مؤذن سریلا اور مولود خوان اپنے اندر دلکشی اور موزونیت رکھتا ہو، تو کون سا مسلمان ہے جس پر مستی اور کیف کا عالم طاری نہ ہو۔

دوم میدانِ جنگ میں سپاہیوں کو بہادری اور دلیری پر آمادہ کرتا ہے۔ اگر فوجی بینڈ میں یہی راگ دلکش سُروں میں ادا نہ کیا جائے، تو فوجیوں کے سخت دلوں کو کون نرم کر سکے۔ یہ خوش آوازی جوشِ جوانی پیدا کرتی ہے۔

سوم اظہارِ غم کے لئے نوحہ کی آواز۔ جیسے محرم میں مرثیہ سُنتے ہو اور مرثیہ خوانوں کی خوش آوازی سے کلیجہ پکڑ کر رہ جاتے ہو۔

چہارم خوشی کی حالت میں سُرور پیدا کرنے کے لئے۔ جیسے شادی بیاہ میں ناچ مجرا کے دیکھنے سے دل میں مسرت و سُرور پیدا ہوتا ہے۔

پنجم عرس اور صوفیوں کی محفل میں جس سے عاشقانِ الٰہی کا

Marfat.com

شوق دوبالا ہوجاتا ہے۔ یہ دل کو مضبوط اور عشق کو پختہ کرتا ہے۔ یہ راگ یارانِ مجلس کے لئے چھماق کا کام دیتا ہے، جس سے اُن کا آتشِ شوق مشتعل ہوتا ہے۔ یہ آگ اپنی گرمی اور حِدّت سے اُن کے دلوں کو گداز (نرم) کرتی ہے، جس سے وہ وجد میں آجاتے ہیں۔

راگ میں خود کوئی بُرائی نہیں۔ جیسے علم بذاتِ خود ایک نعمت ہے، لیکن اس کا استعمال اگر بُرے طریقے سے کیا جائے تو یہ پرلے درجے کا نقصان پہنچانے والا بھی ہے۔ یہی حال راگ کے بُرے استعمال کا بھی ہے۔ بعض حالتوں میں یہ تباہ کُن ثابت ہوا ہے۔ خصوصاً آج کل جس کی وجہ سے راگ گانے والی قریباً تمام بدکار عورتیں ہیں۔ اُن کی خوش آوازی، خوبصورتی، پھر حُسن فروشی، یہ سب باتیں فسق و فجور کا باعث ہوتی ہیں۔ یہاں وصل کے معنی حق سے ملنا نہیں، بلکہ ظاہری جسموں کے ملنے کے ہیں۔ ایسے راگ سے بچنا لازمی ہے۔

اس کے علاوہ جو اشعار عام طور پر گائے جاتے ہیں، اُن میں فحش و بے ہودگی کا مادہ زیادہ ہوتا ہے۔ معشوق کے خدوخال، کان، آنکھ، ہونٹ اور سراپا وغیرہ کی تعریف ہوتی ہے۔ سُننے والے اپنے اپنے مطلب کے مطابق معنے نکال لیتے ہیں۔ اور افسوس یہ ہے کہ عام طور پر نہایت بُرے معنے لگائے جاتے ہیں۔

Marfat.com

وہ دل جس پر عشقِ الٰہی غالب ہوگا، وہ زلفوں کی سیاہی کو تاریکی سے نسبت دے گا۔ رقیب کو دنیا کے بکھیڑے سمجھے گا، جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ وصالِ دائمی میں خلل انداز ہوتے ہیں۔ اگر سُننے والے کے دل میں خرابی ہو، یعنی وہ فسق و فجور (گناہ) کی طرف مائل ہو، تو وہ ان الفاظ کے ایسے معنیٰ کرے گا جس سے اس کی طبیعت میں موجود بدی کو حرکت ہو، جو اُسے خرابی میں ڈال دے۔

لیکن جب راگ سے مقصد کھیل تماشا کی ترقی کی بجائے سکونِ قلب، دائمی سُرور، اور رنج و تکان کا علاج ہو، تو اس کا سُن لینا چنداں خطرناک نہیں ہے۔ البتہ بہتر یہ ہے کہ سُننے والا اہلِ دل ہو، شریعت و طریقت کو خوب سمجھتا ہو اور آدابِ سماع سے واقف ہو۔

راگ موزوں آوازوں کا نام ہے اور رقص اعضاء کی موزوں حرکات کو کہتے ہیں۔ رقص اور راگ کے دیکھنے اور سُننے والوں کے حالات و درجات مختلف ہیں۔ بعض تو ایسے لوگ بھی ہیں، جو سوائے خوش آوازی کے سماع کی کیفیت و لذّت سے بالکل لاعلم ہوتے ہیں۔ یہ لوگ اونٹوں اور جانوروں کی طرح ہیں معنیٰ و مطلب کے سمجھنے سے قاصر رہتے ہیں۔ بعض لوگ ایسے بھی ہیں جو سُنتے تو سمجھ کے ساتھ ہیں، مطلب بھی سمجھ لیتے ہیں، لیکن نفسِ مضمون کو کسی خاص شخص یا کسی خاص چیز پر ڈال دیتے ہیں اور اس سے

Marfat.com

آگے نہیں بڑھتے۔ ان لوگوں کا شمار نفس کے بندوں اور شہوت پرستوں میں ہے کہ جو کچھ سُنتے ہیں اس کو بُری طرف لے جاتے ہیں اور ان کے مقابلہ میں بعض وہ لوگ ہیں جو شعر کے ہر لفظ کو اللہ تعالیٰ کے معاملات میں لے جاتے ہیں۔ یہ لوگ مجاز سے حقیقت اور چقماک سے آگ پیدا کرتے ہیں۔ نفسِ امّارہ کی شرارتوں کو جلا دیتے ہیں اور دل سے رنجشوں کے زنگ کو دُور کر دیتے ہیں۔ اور کہتے ہیں۔

آج آلائشوں سے صاف کیا ہے دل کو!
آج ہم پھُولوں سے کانٹوں کو ہٹا دیتے ہیں

راگ اگر اچھی طرح سُنا جائے تو اس سے دل کی حالت بدل جاتی ہے صفائی ہوتی ہے اور قوّت پیدا ہو جاتی ہے۔ رنجش دُور ہو جاتی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ سماع دل کو عالم روحانی کی طرف لے جانے کا ایک سچّا رہنما ہے۔

جن لوگوں پر دنیا کی خواہش غالب نہ ہو، جو نفسِ امّارہ کو قابو میں رکھنے کی طاقت رکھتے ہوں اور جو عشقِ الٰہی میں خاص لذّت حاصل کرنا چاہتے ہوں، ان کے لئے سماع و سرود حلال و جائز ہے۔ جو لوگ نفسِ امّارہ کے تابعدار ہیں، وہ اگر سُنیں گے، تو نقصان اٹھائیں گے، جیسا کہ آج تک ہزاروں اور لاکھوں اُٹھا

Marfat.com

چکے ہیں۔

حضرت شمس تبریزؒ نے ایک دن سماع کے متعلق فرمایا "مردانِ خدا سماع زیادہ کرتے ہیں اور اسی جوش میں عالمِ ہستی سے باہر نکل جلتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی رحمت کے دروازے اُن پر کھُل جاتے ہیں"۔

ایک سماع حرام ہے، بلکہ کُفر ہے۔ اُس کی کیفیت یہ ہے کہ جو لوگ سمجھتے تو ہوں، لیکن سماع میں ہاتھ پاؤں کو حرکت نہ دیتے ہوں اور حال پیدا نہ کریں۔ ایسے لوگ بہشت کی نعمتوں سے محروم رہیں گے۔ ایک سماع مباح یعنی جائز ہے۔ وہ اہلِ ریاضت اور زاہدوں کا حصّہ ہے۔ اُن کو سماع کے دوران رقّت پیدا ہوتی ہے۔ آنکھوں سے آنسو جاری ہوتے ہیں اور دل میں ایک تڑپ اٹھتی ہے۔

دل میں ایک درد اٹھا، آنکھ میں آنسو بھر آئے
اک بیٹھے بیٹھے ہمیں کیا جانیئے کیا یاد آیا!

ایک سماع نماز روزہ کی طرح عین فرض ہے۔ جس طرح بقائے زندگی کے لئے بقدرِ ضرورت غذا لازمی ہے، اسی طرح اہلِ حال کو حیات قائم رکھنے کے لئے سماع کی ضرورت ہے۔ جو لوگ سماع سُننے کے قابل ہیں، خواہ وہ آپس میں کتنے ہی

Marfat.com

فاصلہ پر کیوں نہ ہوں، ایک دوسرے کے حال سے باخبر ہوتے ہیں اور کہتے ہیں۔ ع

آتے ہیں وجد میں ہم سُن سُن کے حال تیرا

Marfat.com

حضرت شمس تبریز کے اخلاق و عادات

خدا کے پاک و مقبول بندے خوراک محض اس لئے نہیں کھاتے کہ نفس کا مزا حاصل کریں اور پیٹ بھریں، بلکہ اُن کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ زندگی کا قیام بغیر خوراک کے ناممکن ہے۔ اس لئے بقدرِ ضرورت کھا لیتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ تمام اولیاء کرام اور صالحین ہمیشہ کم کھانے کی ہدایت کرتے آئے ہیں تاکہ نفس کو تنبیہہ رہے۔ اور خدانخواستہ اگر کبھی کوئی مصیبت پڑ جائے اور کھانا نہ ملے یا تنگدستی ہو، تو ایسے حالات میں صبر و توکل کا دامن ہاتھ سے نہ جانے پائے اور روح اور نفس کو خوراک کے نہ ملنے سے غیر معمولی تکلیف نہ ہو۔

حضرت شمس تبریز بازار سے ایک روٹی لاتے۔ آپ اُسے پانی میں بھگو کر کھایا کرتے تھے۔ دکاندار آپ کی اس حالت سے واقف ہو گیا۔ جب حضرت شمس تبریز ایک دن اُس سے روٹی لینے گئے، تو اس نے روٹی گھی سے چپڑ دی۔ اس کا اثر یہ ہوا کہ حضرت شمس نے اس کی دکان سے روٹی لینا ترک کر دیا۔

عالمِ شباب میں آپ نفس پر بہت غالب تھے۔ کئی کئی

Marfat.com

دنوں کے بعد کھانا کھایا کرتے تھے۔ اس زمانہ میں جب کہ دن میں تین تین چار مرتبہ مرغن و مقوی اور نمکین و شیریں کھانے کھائے جاتے ہیں، اس بات پر کون اعتبار کرے گا کہ اگلے وقتوں میں صوفیانِ باصفا اور اہلِ دل حضرات کئی کئی چلّے صرف پانی کے ایک مٹکے اور جَو کی چند روٹیوں کے ساتھ بسر کیا کرتے تھے، بلکہ بعض بزرگ تو بغیر کھائے پیئے ہی چلّہ کاٹا کرتے تھے۔

یہی حال حضرت شمس تبریز کا تھا۔ جوانی کے دنوں میں بہت کم ایسا اتفاق ہوتا تھا کہ ہفتہ میں دو تین دن متواتر کھانا کھائیں۔ اکثر اوقات دس دس اور پندرہ پندرہ دن بعد کھانا کھایا کرتے تھے۔ آپ چونکہ سفر کے عادی اور سیر و سیاحت کے شوقین تھے۔ اور بعض دفعہ ایسے مقامات میں بھی جا نکلتے جہاں آبادی کا نام و نشان نہ ہوتا تھا، اس لئے کم خوری (کم کھانے) کی عادت نے آپ کو کبھی کوئی غیر معمولی تکلیف نہیں ہونے دی۔ حضرت شمس تبریز یا کھڑے رہا کرتے تھے یا پھرا کرتے تھے۔ آپ کو بیٹھنے کی بہت کم عادت تھی۔

روایت ہے کہ کسی امیر کا ایک لڑکا نہایت کُند ذہن اور کم عقل تھا۔ سب لوگ اس کو پڑھانے سے عاجز تھے۔ آخر کار وہ لڑکا حضرت شمس تبریز کے سپرد کیا گیا۔ آپ نے روزانہ ایک پارہ کے حساب

Marfat.com

سے ایک مہینے میں اُسے قرآن شریف حفظ کرادیا۔ اس کی وجہ سے جب آپ کی شہرت ہوگئی، تو آپ اُس مقام سے دوسری جگہ چل دیئے۔ لیکن وہاں بھی کوئی نہ کوئی ایسی بات آپ سے ظاہر ہوجاتی، جس سے لوگ آپ کے دیوانے ہوجاتے اور آپ وہاں سے مجبوراً نکل جاتے تھے۔ اس طرح آپ تقریباً ساری عمر اسی طرح گشت کرتے رہے۔ ؎

عشق بوئے مُشک دارد زآں سبب رسوا شود
چارہ نبود عشق را ہم عاقبت رسوا شود !

(یعنی عشق، مُشک کی تیز خوشبو کی طرح ہے، اس لئے ظاہر ہوجاتا ہے۔ چوں کہ ظاہر ہوئے بنا اس کے پاس کوئی چارہ نہیں، اس لئے رسوا ہوجاتا ہے۔)

حضرت شمس کی عادت تھی کہ جب کسی پر ناراض ہوتے تو فرمایا کرتے "الٰہی اس کی عمر دراز کر اور اسے بہت سی دولت دے"۔ باریک بین حضرات جانتے ہیں کہ ان الفاظ میں کس قدر اسرار و رموز پوشیدہ ہیں۔ دراصل دولت اور عمر کی زیادتی انسان کے دین اور بعض اوقات دنیا کو بھی تباہ کرنے کے لئے بڑا اثر رکھتی ہے ــــ دولت کی زیادتی خدا کی یاد سے غافل کر دے گی اور انسان فرعونیت کی طرف مائل ہوجاتا ہے۔ اسی طرح زیادہ عمر بھی رنج و الم کا باعث

Marfat.com

ہے۔ اس میں دُنیا کے انقلابات، عبرت انگیز حادثات و واقعات، اولاد کے مرنے کا غم اور مالی و جسمانی مصائب سب پیش آتے ہیں۔ غرض آپ کی ناراضگی کا اظہار عجیب حکمت پر مبنی ہے۔

مولانا روم کے صاحبزادے حضرت سلطان ولد سے روایت ہے کہ ایک بار والد صاحب نے حضرت شمس تبریز کے بلند درجات و مقامات کثرت سے بیان کئے اس لئے میں حضرت شمس تبریز کی خدمت میں حاضر ہوا اور معمول سے بڑھ کر تعظیم و تکریم کی۔ حضرت نے فرمایا: "کیا بات ہے آج غیر معمولی تعظیم و تکلف کیوں ہے"؟ میں نے عرض کیا: "آج والد صاحب نے آپ کے مراتب و فضائل بیان کئے، جن سے آج تک میں بے خبر تھا"۔

فرمایا: "میں تمہارے باپ کے دریائے عظمت کے ایک قطرہ کے برابر بھی نہیں۔ بلکہ مجھ جیسے ہزاروں شمس الدین مولانا روم کے دریائے عظمت کے سامنے ایک ذرّہ سے بھی کمتر ہیں"۔

غرض طبیعت میں عجب انکسار تھا۔ دشمن کی بدی اور بے وفائی ہمیشہ درگزر فرماتے تھے۔ ایک بار ارشاد فرمایا: "اگر کسی شخص نے محض خدا کے لئے ہمارے ساتھ وفا کی ہو، پھر وہ سینکڑوں ہزاروں جفائیں کرے، تو ہم پر کوئی اثر نہ ہوگا، کیوں کہ جس کو وفا

Marfat.com

سے محبت ہے، وہ جفا کی طرف توجہ نہیں کرتا۔"

حضرت شمس تبریز کو تسخیرِ قلوب اور تسخیرِ امنہ میں نہایت کمال حاصل تھا۔ ریاضی، الٰہیات، حکمت، نجوم اور منطق وغیرہ پر بھی انہیں عبور تھا۔ لیکن جب اسرارِ باطنی آپ پر ظاہر ہوئے تو ظاہری علوم سے کنارہ کشی اختیار کر کے آپ علمِ توحید و معرفت میں مستغرق ہو گئے۔

Marfat.com

حضرت شمس تبریزی کی شہادت

جُوں جُوں حضرت شمس تبریز اور مولانا روم کی محبت اور باہمی عقیدت ترقی کرتی گئی، تُوں تُوں حسد کرنے والوں اور دخل دینے والوں کی سنگدلی اور ان کے دلوں میں بُغض وعداوت کی سُلگتی آگ بھی بڑھتی گئی۔

حضرت شمس تبریز تنگ آکر کئی دفعہ قونیہ سے چلے گئے، لیکن مولانا روم اُن کا پیچھا نہ چھوڑتے تھے اور اُن کو کسی نہ کسی طرح واپس بُلا لیتے تھے۔ کیونکہ وہ جیتے جی اس دُرِّ مقصود کو ہاتھ سے جانے نہیں دینا چاہتے تھے۔ مولانا روم چونکہ حضرت شمس کے قدردان، محرم راز اور ان کے مقام کو پہچاننے والے تھے، اس لئے حضرت شمس کو بھی ان کی جُدائی شاق گزرتی تھی۔

اس صورتحال کے پیشِ نظر آخر چند بدباطن لوگوں نے آپس میں صلاح کی کہ جب کبھی ہم حضرت شمس کو تنگ کرتے ہیں، تو وہ چلے جاتے ہیں، لیکن مولانا روم انہیں پھر واپس بلا لیتے ہیں۔ لہٰذا کوئی ایسی تدبیر کی جائے کہ حضرت کا قصہ ہمیشہ کے لئے ختم کر دیا جائے، تاکہ مولانا کو اُن سے ملنے اور خلوت میں کئی کئی دن گزارنے

Marfat.com

اور ہم سے الگ رہنے کا موقع ہی نہ مل سکے۔

جب ان حق ناشناسوں اور خدا سے نہ ڈرنے والوں نے حضرت شمس تبریز کو شہید کرنے کے قول و قرار کر لئے تو ایک رات جب مولانا روم اور حضرت شمس تبریز خلوت میں بیٹھے ہوئے تھے، اُن کے قتل کے لئے گھات لگا کر بیٹھ گئے۔

"نفحات الانس" میں تحریر ہے کہ سات آدمی ایک دوسرے کا ہاتھ پکڑے ہوئے کھڑے تھے، جن میں مولانا روم کے فرزند علاؤالدین محمد بھی تھے۔ ایک شخص آگے بڑھ کر حُجرہ کی طرف روانہ ہوا۔ اور حضرت شمس کو ہاتھ کے اشارہ سے باہر آنے کے لئے کہا۔ حضرت شمس نے مولانا روم سے فرمایا: "وعدہ وفا ہوتا ہے اور سر تمہارے قدموں پر قربان ہوتا ہے"۔ نفحات الانس اور مناقب العارفین نے بالاتفاق لکھا ہے کہ مولانا روم نے جب یہ الفاظ سُنے تو دیر تک خاموش رہے۔ پھر فرمایا:

"لا الٰہ الخلق والامر تبارک اللہ رب العالمین"۔

یعنی اس کے لئے خلق اور امر ہے، وہ اللہ تمام جہانوں کا رب ہے۔ پھر فرمایا "جاؤ، اللہ تعالیٰ کا حکم زبردست ہے، وہاں دم مارنے کی مجال نہیں ہے"۔

حضرت شمس تبریز جیسے ہی حجرہ سے باہر نکلے، بے رحم اور

Marfat.com

سفّاک قاتل ایک دم اُن پر ٹوٹ پڑے۔ آپ نے ایک نعرہ مارا، جس کے رُعب سے اور جس کی ہیبت سے سب قاتل بے ہوش کر گر پڑے۔

تھوڑی دیر کے بعد جب انہیں ہوش آیا تو دیکھا کہ خُون کے چند قطروں کے سوا اور کچھ نہیں ہے۔ مناقب العارفین کے مطابق حضرت شمس تبریز علیہ الرحمتہ کی شہادت کا یہ واقعہ جمعرات کو ۶۴۵ ہجری میں پیش آیا۔

بعض کتب میں لکھا ہے کہ حضرت شمس تبریز نعرہ مار کر غائب ہو گئے اور بعض کے مطابق آپ مولانا روم کے والد حضرت بہاؤالدین کے مزار کے قریب کسی جگہ دفن ہیں۔

مولانا شمس الدین افلاکی اپنی کتاب "مناقب العارفین" میں اپنے پیر و مرشد یعنی مولانا روم کے پوتے حضرت عارف چلپی سے روایت کرتے ہیں کہ سیاہ دل قاتلوں نے حضرت شمس کو شہید کرنے کے بعد کسی جگہ دفن کر دیا۔

ایک رات آپ حضرت سلطان ولد کے خواب میں آئے، فرمایا "میں فلاں جگہ سو رہا ہوں"۔ چنانچہ حضرت سلطان ولد آدھی رات کے وقت، چند خدّام کے ہمراہ اس جگہ پہنچے۔ وہاں سے آپ کی نعشِ مُبارک کو نکالا، اُسے خُوشبو اور عطر وغیرہ لگایا، پھر

Marfat.com

مدرسہ کے بانی امیر بدرالدین کے پہلو میں دفن کر دیا۔

مولانا روم کو جب آپ کی شہادت کی خبر ہوئی، تو فرمایا" وہ تو عرصہ سے اپنے سر کو مجھ پر قربان کر چکے تھے۔ وہ اپنے وعدہ پر قائم رہے۔ خدائی کارخانوں میں کسی کو کیا دخل ہے"۔

لیکن باوجود اس کے آپ حضرت شمس تبریز علیہ الرحمتہ کے غم و فراق میں ہمیشہ نالہ کناں رہا کرتے تھے۔

Marfat.com

حضرت شمس تبریز علیہ الرحمتہ کے قاتلوں کا انجام

حضرت شمس تبریز رحمتہ اللہ علیہ کے قاتلوں کا انجام نہایت دردناک ہوا۔ چند ہی دنوں میں سب کی صفائی ہوگئی۔ بعض غربت اور تنگ دستی کے ہاتھوں اس قدر مجبور ہوگئے کہ کئی کئی دن کے فاقے آنے لگے اور آخر تڑپ تڑپ کر مر گئے۔ چند اپنے مکانوں کی چھتوں سے گر کر ہلاک ہوگئے، کچھ کے چہرے بدل گئے۔

مولانا روم کے بڑے بیٹے علاؤالدین محمد بھی بُری صحبتوں میں رہ کر اپنی عاقبت خراب کر بیٹھے اور بالکل حضرت نوح علیہ السلام کے بیٹے کی طرح ہوگئے۔ ؎

پسرِ نوحؑ با بداں کہ نشست
خاندانِ نبوتش گم شُد

(یعنی حضرت نوح علیہ السلام کے بیٹے نے جب بُری صحبتیں اختیار کرلیں، تو وہ نبوت کے خاندان سے محروم ہوگئے)۔

علاؤالدین اپنی اس ناروا حرکت کی وجہ سے ٹائیفائڈ میں گرفتار ہوگیا اور تھوڑے ہی دن بیمار رہنے کے بعد مر گیا۔ جب

Marfat.com

وہ مرا تو مولانا روم گھر سے باہر نکل گئے۔ جب تک اس کو دفن نہ کر لیا گیا، واپس نہ آئے۔ یعنی مولانا اپنے بیٹے کے کفن دفن اور جنازہ وغیرہ میں شریک نہیں ہوئے۔ بلکہ کتابوں میں لکھا ہے کہ آپ علاؤالدین کی اس حرکت پر ہمیشہ شرمندگی اور ندامت کا اظہار کیا کرتے تھے۔

فرمایا کرتے تھے کہ "میں کس مُنہ سے حضرت شمس کے رُوبرو جاؤں گا"۔

Marfat.com

حضرت شمس تبریز علیہ الرحمتہ کا ماتم

حضرت شمس رحمتہ اللہ علیہ کے چہلم کے بعد مولانا روم نے اظہارِ ماتم کے لئے سفیدی پگڑی باندھنی ترک کر دی۔ عبا میں تبدیلی پیدا کر لی اور مرتے دم تک یہی لباس رکھا۔ درحقیقت مولانا روم وحضرت شمس تبریز یک جان دو قالب تھے۔ ناممکن تھا کہ حضرت شمس کی دائمی جدائی مولانا روم کو بے تاب و بے قرار نہ کرتی۔ مولانا دیوانہ وار مدرسہ کے صحن میں پھرا کرتے اور غزل اور رباعیاں پڑھتے تھے۔

ایک غزل میں فرماتے ہیں "اے دوست! جو تیری خواہش، وہ میری خواہش۔ جو کچھ تو دکھاتا ہے، بس وہی دیکھتا ہوں۔ جس طرح تُو رکھے، اسی طرح راضی ہوں۔ تیرا دیدار نُورِ ایمان اور تیری جُدائی کفر کی تاریکی ہے۔ ایسے مشتاق دوست کو تنہا اور غمگیں چھوڑ جانا کس ملک کا دستور ہے۔"

Marfat.com

حضرت شمس کے کوائف اور نصائح

حسن پرست بزرگ سے ملاقات

ایک مرتبہ حضرت شمس ایک ایسے بزرگ سے ملے، جو حُسنِ سیرت سے زیادہ حُسنِ صورت پر مٹا ہوا تھا۔ حضرت شمس نے اُن سے فرمایا: "تم کس کھیل میں مصروف ہو گئے اور آوارہ لوگوں کی طرح یہ حالت کیوں بنا رکھی ہے؟"

اُس نے کہا: "اچھی اور بُری صُورتیں خُدا کی ذات کا مظہر ہیں۔ اس آئینہ میں اللہ تعالیٰ کو دیکھتا ہوں۔" حضرت شمس نے فرمایا۔ "نادان! اللہ تعالیٰ کے جمال کو مٹی اور پانی کے شیشے میں دیکھتا ہے۔ اور پھر وہ بھی غیر سے لے کر، اپنی جان اور اپنے دل کے شیشے میں دیکھ اور اپنی طلب آپ کر۔"

بھنگ کا پینا حرام ہے

ایک مرتبہ ایک شخص نے بھنگ کی حرمت کے بارے میں دریافت کیا، تو آپ نے فرمایا: "قرآن شریف میں ہر چند اس کی حرمت نہیں ہے، لیکن اس کو حرام ہی سمجھنا چاہیئے کہ احکام الٰہی حسبِ ضرورتِ زمانہ صادر ہوا کرتے تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانۂ مُبارک میں بھنگ کا رواج نہیں تھا، اور اگر ہوتا تو پینے

Marfat.com

والے کی سزا قتل سے کم نہ ہوتی۔"

مولانا روم کے صاحبزادے، حضرت سلطان ولد، جب حضرت شمس تبریز سے بیعت ہوئے، تو آپ نے خاص طور پر بھنگ کے بارے میں فرمایا کہ یہ کام نہایت بُرا ہے، اس کے پینے سے پرہیز کرنا۔

توحید کی تعریف

ایک روز حضرت شمس تبریز سے کسی نے دریافت کیا کہ توحید کی تعریف کیا ہے؟ تو آپ نے فرمایا "امتحان کے لئے دریافت کرنا بدعت ہے لیکن اب چونکہ تم نے دریافت کر ہی لیا ہے، تو جواب دینا لازمی ہے۔ توحید کا مطلب دراصل یہ ہے کہ جو کچھ ہے، وہ خدا کی ملکیت ہے، جیسا کہ ارشادِ ربّانی ہے:

"لِلّٰہِ مُلْکُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ وَمَا فِیْھِنَّ"

اور جو کچھ ہے اللہ کی طرف سے ہے۔ چنانچہ ارشاد ہوا۔

"وَمَا بِکُمْ مِّنْ نِّعْمَۃٍ فَمِنَ اللّٰہِ"

اور جو کچھ ہے وہ خدا ہی کی طرف بازگشت کرے گا۔

"وَاِلَی اللّٰہِ تُرْجَعُ الْاُمُوْرُ وَاِلَیْہِ تُرْجَعُ الْاَمْرُ کُلُّہٗ وَاِلَیْہِ الْمَصِیْرُ ؕ"

Marfat.com

خواب فکر کا نتیجہ ہے

مولانا روم فرماتے ہیں کہ ایک دن میں نے خواب میں دیکھا کہ میں اپنے والدِ گرامی کی ایک کتاب پڑھ رہا ہوں اور اہلِ مجلس کو سُنا رہا ہوں۔ جب بیدار ہوا، تو حضرت شمس الدین تشریف لائے۔ اور فرمایا "تم ابھی تک کتابوں کا مطالعہ ترک نہیں کرتے"؟ میں نے کہا "اب تو عرصہ سے کوئی کتاب نہیں دیکھی ہے"۔ فرمایا "رات کو اہلِ محفل کو کیا سُنا رہے تھے؟" میں نے کہا "وہ تو خواب کا معاملہ ہے"۔ فرمایا "جن باتوں کی طرف زیادہ خیال رہتا ہے وہی اکثر خواب میں بھی نظر آیا کرتی ہیں۔ اگر کتابوں کے مطالعہ کا خیال نہ ہوتا، تو خواب میں کبھی یہ معاملہ پیش نہ آتا"۔

عارف کی علامتیں اور معرفت کی تعریفیں

حضرت شمس تبریز فرماتے ہیں۔ "عارف کی پہچان تین طریقوں سے ہو سکتی ہے۔

۱۔ دل فکر میں۔

۲۔ بدن عورت میں۔

۳۔ آنکھ نظارۂ الٰہی میں مشغول ہو۔

Marfat.com

خُدا اسَر دے تو سَودا دے تیری زُلفِ شبستاں کا
جو آنکھیں ہوں تو نظارہ ہو ایسے شبستاں کا

آگے فرماتے ہیں "عارف وہ ہے جو تعلقاتِ دُنیا سے بے پرواہ، عُقبیٰ کے خوف سے بے خطر اور ذاتِ الٰہی سے واصل ہو"۔

ایک شخص نے دریافت کیا کہ معرفت کس کو کہتے ہیں؟ تو فرمایا۔
" زندہ کو مُردہ، مُردہ کو زندہ، حاضر کو غائب اور غائب کو حاضر، ہست کو نیست اور نیست کو ہست کرنے کا نام معرفت ہے"۔

اس کی تشریح اس طرح ہے کہ جسم اور اس کے تکلفات زندہ ہیں، اُن کو فنا کر، دل جو مُردہ ہو رہا ہے، اس کو زندہ کر، دُنیا حاضر ہے، اُس کو دور کر، اور آخرت جو غائب ہے اس کو حاضر رکھ، حرص کو مٹا اور اپنے آپ کو ہست کر۔

لُطف و قہر اور جمال و جلال

حضرت شمس تبریز کی طبیعت میں بلا کی تیزی تھی۔ جب انوارِ الٰہی اُن پر اپنا سایہ ڈالتے تو اُن کے چہرے اور آنکھوں سے ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے خُون کے فوارے چل رہے ہیں۔ وہ خود فرماتے ہیں کہ "مجھ میں قہر بھی ہے اور لُطف بھی"۔

ایک دن فرمایا: "مولانا روم میں جمال ہے، لیکن مجھ میں جمال بھی ہے اور جلال بھی۔ مولانا روم میرے جمال پر عاشق ہیں، لیکن

Marfat.com

میرے جلال (یعنی میری بُرائیوں) کی طرف وہ توجہ نہیں کرتے۔ اب میں بُرائیاں اس لئے کرتا ہوں کہ مولانا رُوم میری بُرائیوں سے بھی آگاہ ہو جائیں۔"

انسان کا رُتبہ زیادہ ہے یا عرش کا

عام طور پر مشہور ہے کہ فلاں شخص کا پایہ عرش تک پہنچ گیا، یعنی اس سے بلند رُتبہ اب اور کیا ہوگا کہ فرش عرش تک پہنچ گیا۔ لیکن حضرت شمس تبریز نے ایک موقع پر فرمایا کہ:۔

"اللہ تعالیٰ نے اپنی تمام مخلوقات سے جو زمین و آسمان میں موجود ہیں، صرف انسان کو بلند پایہ اور اشرف المخلوقات بنایا ہے۔ انسان کی بزرگی سب پر برتر ہے۔ انسان میں نیاز اور قہر دونوں صفتیں موجود ہیں۔"

منافق کی کبھی مغفرت نہ ہوگی

ایک دفعہ حضرت شمس تبریز نے بھری مجلس میں فرمایا۔ "مومن سجدۂ شکر بجا نہ لائے، تو وہ کافر نہیں ہے اور کافر شکر کرے، تو وہ منافق نہیں ہے۔ (لیکن) منافق دنیا کی تمام مخلوق سے بدترین ہیں۔ قرآن شریف میں ارشاد ہوتا ہے۔" ان المنافقین فی الدرک الاسفل من النار" پھر ایک حدیث کا تذکرہ کر کے فرمایا۔" دوزخ سے تمام گناہگار

Marfat.com

اپنے اپنے وقت پر نکال لئے جائیں گے، لیکن کچھ لوگ باقی رہیں گے۔ اُن سے پوچھا جائے گا تم کون ہو۔ وہ کہیں گے ہم منافق ہیں۔ ہمارا باطن کچھ تھا اور ظاہر کچھ۔ ہم سے دوست دشمن سب نالاں رہا کرتے تھے۔ ہماری رہائی ممکن نہیں۔"

پھر فرمایا۔" یہ حدیث مشہور نہیں ہوئی، لیکن جو لوگ صاحبِ باطن ہیں، وہ اس سے فائدہ حاصل کریں گے۔"

ستّر حج کا ثواب

حضرت شمس تبریز نے فرمایا۔" حضرت بایزید بسطامی علیہ الرحمتہ نے ستّر حج پیدل چل کر کئے تھے۔ اکہترویں (۷۱) حج کے لئے جا رہے تھے، کہ راستے میں ایک عجیب نظارا دیکھا۔ پانی کی کمی اور پیاس کی شدّت کی وجہ سے ایک کنوئیں پر بہت سے حاجی جمع تھے۔ جن میں کئی ایک دم توڑ رہے تھے۔ پاس ہی ایک کُتّا بھی شدتِ پیاس کی کیفیت زبانِ حال سے بیان کر رہا تھا۔ لیکن ہر ایک کو اپنی پڑی ہوئی تھی، اس غریب بے زبان کو کون پوچھتا۔ کُتّا بار بار حضرت کی طرف دوڑتا، دُم ہلاتا اور اُن سے پیار کا اظہار کرتا۔ آپ نے فرمایا۔" کوئی ہے ایسا مردِ خُدا جو میرے پانچ حج کا ثواب لے لے اور اس کُتّے کو پانی پلا دے۔" لیکن کوئی جواب نہ ملا۔ آخر نوبت ستّر حج تک پہنچ گئی، لیکن پھر

Marfat.com

بھی کسی نے توجہ نہ کی۔

اس پر آپ نے خود کُتّے کو پانی پلایا لیکن تھوڑی دیر کے بعد خیال آیا کہ ستّر سال کی تکالیف سے حاصل کئے ہوئے پیادہ حج، پانی کے دو گھونٹ کے لئے مُفت بیچ رہا تھا اور وہ بھی ایک کُتّے کی خاطر۔

یہ خیال گزرا ہی تھا کہ کُتّے نے پانی سے مُنہ پھیر لیا۔ آپ کو ندا آئی کہ کیا ایسے ستّر حجوں کا گھمنڈ ہے، جن کو کُتّا بھی قبول نہیں کرتا۔ آپ نے اسی وقت توبہ کی، جس کے ساتھ ہی کُتّے نے باقی ماندہ پانی پی لیا۔

خلوصِ قلب کی ضرورت

حضرت شمس تبریزی فرماتے ہیں "نماز بغیر حضورِ قلب ریاکاری ہے۔ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ" ایک ایسا مضبوط قلعہ ہے، جس کو کسی عذاب سے کوئی خطرہ نہیں۔ لیکن صرف زبانی کلمہ پڑھ لینے سے امن و امان نصیب نہیں ہو سکتا اگر زبانی اور ظاہری باتوں پر ہی اعتبار ہو تو ہر شخص ایک لحظہ (لمحہ) میں زمین و آسمان اور عرش و کرسی سب کی سیر کر آئے۔ (اس لئے) جب تک خلوصِ قلب نہ ہو ظاہری عبادات اور زبان کی طمطراق (شاندار استعمال) کوئی اثر نہ کرے گی"۔

Marfat.com

منصور اور انا الحق

ایک دن حالتِ سماع میں چند لوگوں کو ذوق النصیب ہوا۔ اور وہ عجیب عجیب حرکتیں کرنے اور عالمِ ربّانی کے عجیب عجیب نکتے بیان کرنے لگے۔ حضرت شمس تبریز نے یہ حالت دیکھ کر فرمایا۔

"جب یہاں تک نوبت پہنچ جائے، تو ایسے لوگوں کو منزلِ مقصود پر پہنچانے یا اس کا راستہ بتانے کے لئے کسی مردِ خُدا، جذب یا تجلّیاتِ الٰہی کی ضرورت ہے، جو انہیں ڈگمگانے نہ دے۔ فرمایا کہ "اگر کوئی مردِ خُدا منصور کی دستگیری کر لیتا، تو وہ حق کی بجائے انا الحق نہ کہتا۔ کہاں حق اور کہاں انا الحق۔ اگر اس کو کامل استغراق ہوتا، تو وہ دیکھتا کہ وہ جس عالم میں پہنچا ہوا ہے وہاں نہ الف سما سکتا ہے نہ نون۔ وہ حق ہے، حق تھا اور حق ہی رہے گا۔"

مُرشد کی ضرورت کیوں ہے؟

حضرت شمس نے ایک بار فرمایا۔ "شیخ حریری پر کسی نے اعتراض کیا کہ آپ کے مُرید خلافِ شرع اعمال کیوں کرتے ہیں اور بالخصوص نماز کیوں نہیں پڑھتے، اس پر یہ کہ آپ اُن سے باز پُرس بھی نہیں کرتے۔"

اس پر شیخ حریری نے فرمایا۔ "جب وہ خُدا اور اس کے

Marfat.com

رسُول کی پیروی نہیں کرتے، تو میں کس شمار میں ہوں"۔ پھر ہنس کر فرمایا "اگر وہ نماز پڑھیں، روزہ رکھیں اور احکامِ شریعت کی پابندی کریں، تو ان کی نجات ہوگی۔ پھر ان کو میری ضرورت کیا رہی۔ میرے مُریدوں نے میرا دامن اس لئے پکڑا ہے کہ وہ دنیا میں امن وعیش کریں اور میں اُن کی دستگیری کر کے اُن کو نجات دلاؤں لیکن اگر وہ اپنے طور پر بھی احکامِ خداوندی کو بجالائیں، تو سونے پر سہاگہ ہے"۔

امیرانہ لباس میں درویشی

ایک دن حضرت شمس تبریز اپنے احباب اور خدّام کے ساتھ کہیں جا رہے تھے۔ راستہ میں ایک بہت بڑا سردار ملا، جس کے ہمراہ کئی آدمی تھے۔ خیمہ اور خرگاہ بھی ساتھ تھا۔ جب وہ حضرت کے پاس آیا تو اپنے گھوڑے سے، جو سازوسامان سے آراستہ تھا، اُتر پڑا۔ سلام عرض کیا اور دیر تک کھڑا رہا۔ وہ آپ کو دیکھ دیکھ کر روتا تھا۔ آپ بھی خاموش کھڑے رہے۔ آخر وہ گھوڑے پر سوار ہو کر چلا گیا۔

اس کے جانے کے بعد آپ نے اپنے احباب سے فرمایا۔ "خدا عجیب بے نیاز ہے۔ اس کی تہ تک پہنچنا کسی بشر کا کام نہیں ہے۔ وہ عوام کو نعمتیں دیتا اور خواص کو امتحان ومصائب

Marfat.com

میں ڈالتا ہے۔"

لوگوں نے عرض کیا کہ یہ امیر کبیر شخص کون تھا، تو فرمایا "یہ اللہ تعالیٰ کا ایک مقبول بندہ ہے۔ اس نے اپنے آپ کو امیرانہ لباس اور شان و شوکت میں چھپا رکھا ہے، لیکن اب چاہتا ہے کہ اعلانیہ درویشی لباس اختیار کر لے۔ کیوں کہ اس طریقہ میں اُس کو عبادت کے لئے بہت کم وقت ملتا ہے۔ مخلوق کی ضرورتیں پوری کرنے سے اس کو فرصت نہیں ملتی۔ لیکن اللہ کی مرضی یہ ہے کہ یہ شخص اسی حالت میں رہے۔ کیوں کہ اگر یہ درویشی کپڑے پہن لے، تو دنیا اس سے جاتی رہے گی۔ اگر یہ انہی کپڑوں میں رہے اور اسی ٹھاٹھ سے رہے، تو یہ دین و دنیا کا بھلا کر سکتا ہے۔ اور ہزاروں لوگوں کی دُعائیں لے سکتا ہے، جن کی حاجتیں ان کے دم سے وابستہ ہیں۔"

Marfat.com

حضرت شمس کے حکیمانہ اقوال اور صُوفیانہ نکتے

۱۔ دوست وہ ہے جو اپنے کسی دوست کی خطا اور اس کو تکلیف پہنچانے سے رنجیدہ نہ ہو اور (اس کے) گناہ اور عیب پر پردہ ڈالے۔

۲۔ جس کے دل میں محبت، خلوص اور رحم موجود ہے، اللہ تعالیٰ اس کو اپنی قربت کا شرف دینے کے لئے ہر وقت تیار رہے۔

۳۔ دوست کی پیشانی سے زیادہ مفید کوئی کتاب نہیں لیکن مکمل دوست کوئی نہیں۔ ہر دوست تیس سیپاروں کی مثل ہے، جن کا جامع خُدائے پاک خود ہے۔

۴۔ اگر مُردے کو بولنے کی زبان مل جاتی، تو وہ موت کے متعلق عجیب عجیب راز بیان کرتا۔

۵۔ اپنا بوجھ دوسروں کی گردن سے اُٹھا لو اور اُن کا بوجھ خود لے لو۔

۶۔ دوزخ سے نجات چاہتا ہے تو خلق خدا کی خدمت کر۔ بہشت کی توقع ہے تو عبادتِ الٰہی میں مصروف رہ۔

Marfat.com

۷۔ جسم خدا اور بندہ کے درمیان ایک پردہ ہے۔ جسم مال، جاہ اور دیگر تکلّفات کا نام ہے۔ ان کو فنا کر اور خدا کی حضوری میں رہ۔

۸۔ زبان وہی ہے جو ذاکر ہو، دل وہی ہے جو شاکر ہو اور جسم وہی ہے جو صابر ہو۔

۹۔ جو جسم علم سے خالی ہے، وہ ایک ایسا شہر ہے جہاں پانی کی بُوند نہیں ملتی، یا ایک ایسا غلام ہے، جو آقا کے بغیر ہے۔

۱۰۔ چار چیزیں نایاب ہیں: (۱) دولت مند ہو لیکن بردبار و فیاض، (۲) درویش ہو مگر صابر و شاکر۔ (۳) گناہگار ہو لیکن اپنی حالت پر پچھتانے اور خدا سے ڈرنے والا۔ (۴) عالم ہو لیکن باعمل ہو۔

۱۱۔ دنیادار کو دنیا میں اگر رہنا ہے، تو بغیر تجارت، کسب اور ہاتھ پاؤں ہلائے کام نہیں چلے گا۔

۱۲۔ دولت کا لالچی حسرت و ارمان سے بھرا جائے گا اور مفلسی پر بھی اللہ کا شکر ادا کرنے والا اطمینان سے اپنی جان دے گا۔ اور صبر کا پھل پائے گا۔

۱۳۔ علم اور حلم (نرم دلی) کا درجہ سب سے افضل ہے۔

۱۴۔ حکیم وہی ہے جو کسی سے اگر خلافِ طبیعت کام دیکھے بھی تو

Marfat.com

اخلاق و مروت سے کام لے اور بغض و کینہ کو کبھی اپنے دل میں جگہ نہ دے۔

۱۵۔ سخاوت چار طرح کی ہے۔ مال کی سخاوت دولتمندوں کے لئے ہے۔ جسم کی سخاوت قربانی، محنت اور مجاہدہ کرنے والوں کا حصّہ ہے۔ جان کی سخاوت جان نثاروں اور غازیوں کے لئے اور دل کی سخاوت عارفوں اور اللہ والوں کا حصّہ ہے۔

۱۶۔ دین کی نگہبان دو چیزیں ہیں۔ نیک عادت اور سخاوت۔

۱۷۔ علماء کو تواضع، اولیاء کو حلم، درویشوں کو قناعت، تونگروں کو سخاوت اور عابدوں کو خلوت لازمی ہے۔

۱۸۔ موت کا آناسب کو یقینی ہے، اس لئے اس سے چھٹکارا ناممکن اور بھاگنا بے سود۔ تدبیر تقدیر پر غالب نہ آسکے گی۔

۱۹۔ تیرے رزق سے محروم کرنے کی کسی کو طاقت نہیں، وہ ہر حال میں تجھے ملے گا، لیکن دوسروں کے رزق کی کثرت سے اپنے آپ کو حسد کی آگ میں ہلاک نہ کر۔ حریص شیطان کی طرح محروم ہے۔

۲۰۔ جو شخص زیادہ علم و فضل رکھتا ہے، وہ اپنے مقصود سے زیادہ دُور ہوتا ہے۔ جس کو فکر و غور زیادہ ہوگا، اس کو دُنیا کی پریشانیاں بھی زیادہ ہوں گی۔

Marfat.com

۲۱۔ جو لوگ اپنے آپ کو مومن کہتے ہیں، لیکن نفس کی پیروی کرتے ہیں، وہ جھوٹے ہیں۔ یہ اپنے آپ کو باز کہلاتے ہیں، لیکن کوّوں سے بھی بدتر ہیں۔

۲۲۔ جب نفسِ امّارہ مطیع اور مغلوب ہوگیا تو سمجھ لو کہ جیتے جی دنیا ہی میں شہادت اور عزا (پُرسا) حاصل ہوگئی۔ اس کافر نفس ہی کو مارنا جہادِ اکبر ہے ؎

نہنگ و اژدہا و شیرِ نر مارا تو کیا مارا
نہ مارا نفسِ امّارہ کو گر مارا تو کیا مارا

۲۳۔ ساری مخلوق علم اور فائدہ کی تلاش میں ہے۔ تُو بھی علمِ نیک کی جستجو میں رہ۔

۲۴۔ کام کرنا ہی علم و ایجاد کا مقصود ہے۔ اس بات کو مغز سمجھ، باقی سب پوست (کھال) ہے۔ اگر دین کا طالب ہے، تو عبادت کر، اگر حق کی طلب ہے تو مردانِ خُدا کی صحبت اور خدمت میں رہ۔

۲۵۔ جس شخص نے شاخ کو پکڑا، اس کے گرنے میں کیا کسر ہے۔ جو شخص جڑ یا درخت کو پکڑے گا، سب شاخیں اس کے قبضہ میں آجائیں گی۔

۲۶۔ پوشیدہ صدقہ اور اصلی خیرات یہ ہے کہ دوسرے ہاتھ کو

Marfat.com

بھی خبر نہ ہو۔ اور بہتر سے بہتر چیز دینے پر بھی افسوس رہے کہ کاش اس سے بہتر کوئی اور چیز صدقہ میں دے سکتا۔

۲۷۔ کعبہ کی طرف سب سجدہ کرتے ہیں، لیکن جب اس حجاب (کعبہ) کو درمیان سے اٹھا دیا جائے، تو معلوم ہوگا کہ سب لوگ ایک دوسرے کو سجدہ کر رہے ہیں۔

۲۸۔ وہ معجزہ نہیں جس کو عقل قبول کرے۔ معجزہ کی تعریف یہ ہے کہ عقل اُس کے سمجھنے سے عاجز ہو۔

۲۹۔ لوگ کہتے کہ رفع حاجت کے وقت اللہ تعالیٰ کا نام زبان سے نہ نکالو، بلکہ دل میں پڑھو۔ لیکن ہم تو اس سے اس طرح واصل (ملے ہوئے) ہیں کہ دل اور زبان کی تمیز نہیں رکھتے۔ اس کو کس طرح جدا کیا جا سکتا ہے۔

۳۰۔ صاحبِ طبع سے زیادہ صاحبِ دل کی تلاش کر۔

۳۱۔ جب تک باطل کو ترک نہ کرو گے، حق تک رسائی نہ ہوگی۔

۳۲۔ جس نے نیاز اور عجز حاصل کیا، وہ منزلِ مقصود تک پہنچ گیا۔ نیازمندی بہت بڑی عبادت ہے۔

۳۳۔ وہ آدمی عجب احمق ہے جو مزدوری آج کرتا ہے اور اُجرت کل پر اٹھا رکھتا ہے۔

۳۴۔ خدا قدیم ہے، مخلوق حادث ہے، تو پھر اس کا میل کس طرح

Marfat.com

ہو۔ جب تک جان کا تحفہ اس کی نذر نہ کرو گے، وہاں
تک نہ پہنچ سکو گے۔ قدامت کی طرف توجہ کر، وہاں سے
ایک چیز تجھے ملے گی، اس کا نام عشق ہے، اُس کے
دام میں پھنس جا۔ وہ تجھے آخری اور اصلی منزل تک پہنچا
دے گا۔ (عشق کی گفتگو کے بعد اب) کلام بند کرتا ہوں۔
اگرچہ ان باتوں کا خاتمہ قیامت تک بھی ممکن نہیں۔

Marfat.com

حضرت شمس تبریز کا دیوان

حضرت شمس تبریز علیہ الرحمتہ کی تصنیفات میں سے ایک کلیاتِ شمس تبریز اور ایک دیوانِ حضرت شمس تبریز موجود ہیں۔ میرے پاس جو دیوان ہے، وہ ۱۸۸۷ء کا لکھنؤ کا چھپا ہوا ہے۔ اس کے لوح پر لکھا ہوا ہے "دیوانِ حضرت شمس تبریز" اس کے نیچے لکھا ہے "از جلوۂ خیال حضرت شمس الدین تبریز، الخ"

لیکن اگر تحقیق کی نظر سے دیکھا جائے اور مولانا روم اور حضرت شمس کے حالات و تعلقات اور خاص طور پر شاعری پر ایک محققانہ اور بسیط نظر ڈالی جائے تو معلوم ہوگا کہ یہ جو دیوانِ شمس تبریز کے نام سے مشہور ہے، درحقیقت مولانا روم کی طبع رسا کا نتیجہ اور اُن کے صوفیانہ خیالات کا آئینہ ہے۔

مناقب العارفین میں ہے کہ مولانا روم کے بڑے بڑے خدّام نے ایک دن حضرت شمس سے کہا کہ مولانا کی آپ پر اس قدر عنایت و شفقت ہے کہ آپ کے نام پر انہوں نے کئی غزلیں بھی لکھی ہیں، تو حضرت شمس نے فرمایا "میں ایک زبردست بادشاہ کے قبضہ میں ہوں۔ چاہے وہ مجھے عرش سے بھی اوپر لے

Marfat.com

جائے اور چاہے تو زمین سے بھی نیچے"۔

دیوانِ شمس تبریز کے مطالعہ سے معلوم ہو سکتا ہے کہ یہ اشعار کسی ایسے کی زبان و قلم سے نکلے ہیں، جس کے دل میں حضرت شمس تبریز کی عزت و وقعت کی کوئی انتہا نہیں، اور جو حضرت شمس کو پیر و مُرشد کی طرح تصور کرتا ہے۔

ایک موقعہ پر مولانا روم لکھتے ہیں "جو کچھ شمس میں ہے، وہ مجھ میں بھی ہے۔ شمس کی باتیں مجھ سے پوچھو کہ میں اور وہ ایک ہی ہیں"۔

Marfat.com

حضرت شمس تبریزی کے معاصرین

حضرت شمس تبریز کا زمانہ نہایت نیک بزرگوں اور خُدا کے برگزیدہ بندوں کا زمانہ تھا۔ علم و فضل کا خوب چرچا تھا۔ تصوّف و معرفت اور عشقِ الٰہی کی کیفیتوں کے دریا بہہ رہے تھے درویشی کمال پر پہنچی ہوئی تھی۔ بادشاہ درویشوں کے قدم چُومتے تھے۔ اور درویش اُن کی صحبتوں سے بھاگتے تھے۔ علم اپنے صحیح معنوں میں استعمال ہوتا تھا۔

یہ زمانہ ساتویں صدی ہجری کا زمانہ تھا جب مولانا روم، حضرت شمس تبریز، شیخ صدرالدین قونوی، شیخ حسام الدین چلپی، شیخ اصدالدین کرمانی، شیخ فریدالدین عطار، شیخ محمد یمنی، شیخ نجم الدین رازی، شیخ محی الدین عربی، شیخ شہاب الدین سہروردی، شیخ سیف الدین باخدری، شیخ سعدی شیرازی اور شیخ فخرالدین عراقی جیسے نادرِ روزگار اور فخرِ اسلام بزرگ اپنی صحبتوں اور اپنے وعظوں اور ارشادات سے دنیا کو مستفیض و مستفید فرما رہے ہیں۔

یہ سب بزرگ حضرت شمس الدین کے زمانۂ حیات میں ہی ہو گزرے ہیں۔ اُن میں اکثر حضرت شمس کی وفات کے چالیس

Marfat.com

پنتالیس سال تک بھی زندہ رہے ہیں۔ ان میں سے کئی حضرات
سے حضرت شمس تبریزی کی ملاقات بھی ہوئی ہے۔

Marfat.com

شمسی مت اور حضرت شمس الدین تبریزی

حضرت شمس تبریز علیہ رحمۃ کے جس قدر حالات معتبر اور مستند کتابوں اور تاریخوں سے مل سکے ہیں، وہ مختصر طور پر یہاں درج کئے جا چکے ہیں۔ لیکن جس طرح مولانا روم کا دیوان شمس الدین تبریزی کے نام سے مشہور ہو گیا اور عام لوگ اسے حضرت شمس تبریز کا دیوان سمجھتے ہیں، اسی طرح حضرت شمس کے متعلق پنجاب میں ایک اور بھی غلط فہمی پھیلی ہوئی ہے، جس کی وضاحت ضروری ہے۔

پنجاب، بمبئی، کاٹھیاواڑ، گجرات، بلکہ افریقہ تک "شمسی مت" کے نام سے ایک مذہب قائم ہے جس میں ہندو کم اور مسلمان زیادہ شامل ہیں۔ موجودہ (اب تو سابق) ہز ہائی نس سر شاہ محمد خان (بمبئی) اس مت کے سربراہ اور "حضرت علی کے اوتار" ہیں۔ ان کا پبلک اور گورنمنٹ میں بہت بڑا رسوخ ہے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ اس مت کے چلانے والے شمس الدین سبزواری تھے جو ملتان کے رہنے والے تھے۔ ان کی خانقاہ بھی ملتان میں موجود ہے۔ شمس تبریز کا نام غلط مشہور ہو گیا۔ دراصل ان کا نام مخدوم شاہ شمس الدین سبزواری تھا۔ یہ شمس سبزواری افغانستان کے علاقہ غزنی

Marfat.com

کے مقام سبزوار میں ۱۷ ماہِ رجب ۵۶۰ھ میں حضرت امام جعفر صادق کے صاحبزادے حضرت امام اسماعیل کی اولاد میں سے پیدا ہوئے۔ ۶۷۴ھ میں عبدالہادی کی اجازت سے ملتان میں آئے جہاں ۶۷۵ھ میں اُن کا انتقال ہوا۔

حضرت شمس تبریز کا زمانۂ وصال ۶۴۵ھ ہے۔ اس حساب سے تبریزی اور سبزواری کی وفات میں تیس سال کا فرق ہے۔ نیز جہاں تک کتابوں سے معلوم ہوا ہے، حضرت شمس تبریز نہ کبھی غزنی گئے ہیں اور نہ کبھی پنجاب میں آئے ہیں، بلکہ اُن کی سیاحت زیادہ تر ملکِ شام میں رہی ہے۔

حضرت شمس تبریز رحمت اللہ علیہ کے متعلق پنجاب میں ایک روایت مشہور ہے کہ ملتان کے علماء اور اہلِ قضا و شریعت کے فتویٰ اور اشارہ پر حاکمِ وقت نے حضرت شمس تبریز کی کھال ان کے جیتے جی اُتروالی تھی۔ اور جب کھال اُتروائی گئی تو حضرت شمس نے کباب کھانے کی خواہش کی۔ لیکن کوئی شخص اُن کی آرزو کو پورا کرنے کی جرأت نہ کر سکا۔ آخر انہوں نے خود اپنے گوشت کا ٹکڑا الگ کیا اور اس کو بھوننے کے لئے سُورج کو اپنے قریب بلوالیا۔ جو سوا نیزے کے فاصلے پر آکر ٹھہر گیا۔ جس کی گرمی سے کباب بھون کر کھالیا گیا۔ لیکن یہ روایت سوائے

Marfat.com

زبانِ خلق کے اور کہیں نہیں پائی جاتی۔ کوئی کتاب اور کوئی تاریخ اس روایت کا حوالہ دینے کی جرأت نہیں کر سکتی۔

جب کہ حضرت شمس تبریز علیہ الرحمتہ کے حالات وواقعات سے ظاہر ہے کہ وہ کبھی پنجاب یا ملتان میں آئے ہی نہیں۔ اور اُن کی عمر کا آخری حصّہ مولانا روم کی صحبت میں بسر ہوا ہے۔ چنانچہ یہ روزِ روشن کی طرح ظاہر ہے کہ سوانیزہ آفتاب کا واقعہ بالکل غلط بلکہ محض گپ ہے۔

Marfat.com

ضمیمہ ۴

حضرت شمس تبریز علیہ الرحمتہ کے حالاتِ زندگی ابھی چھپائی کے مراحل میں تھے کہ نظام المشائخ دہلی میں حلقہ کے ایک مخلص خادم، ضیاء الدین احمد خان برنی نے آپ کے مختصر واقعاتِ زندگی چھپوائے، جن کا ماخذ انگریزی کتابیں ہیں۔ اس لئے میں ان کو بھی ضمیمہ کے طور پر قارئین کی خدمت میں پیش کرتا ہوں۔

شمس تبریز گر خدا خواہی
خوش بخواں لا الہ الا اللہ!

(یعنی اے شمس تبریز، اگر تجھے خدا چاہیئے، تو اچھی آواز میں لا الہ الا اللہ کا خوب ورد کیا کر۔)

آپ کا اصلی نام شمس الدین ہے۔ آپ کے والد ماجد جناب علاؤالدین، گیا بزرگ کے خاندان سے تھے۔ آپ تبریز میں پیدا ہوئے اور وہیں ظاہری علوم کی تحصیل کی۔

آپ اپنے بچپن کا حال بیان فرماتے ہیں کہ اس وقت میں عشقِ رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) میں اس قدر محو تھا کہ کئی کئی روز

Marfat.com

بغیر کھائے گزر جاتے اور مجھے بھوک محسوس نہ ہوتی تھی۔ اور کبھی اگر میرے والدین اور عزیز واقارب مجھے کچھ دینا چاہتے، تو میں انہیں اشارے سے منع کر دیتا تھا۔

حضرت شمس تبریز آخر زمانہ میں اکثر سیر و سیاحت میں رہتے تھے اور سیاہ کمبل کا لباس پہنتے تھے۔ جہاں جاتے سرائے میں قیام فرماتے اور کوٹھری (حجرہ) کا دروازہ اندر سے بند کر کے یادِ الٰہی میں مشغول ہو جاتے۔ گزارے کے لئے ازار بند بُن لیا کرتے، اور اُن سے ضروریاتِ زندگی مہیا کرتے تھے۔

جس طرح کوئی شخص کسی پیر کی تلاش میں کوشاں رہتا ہے۔ حضرت شمس تبریز کو اکثر ایک اعلیٰ ظرف والے مُرید کی تلاش رہتی تھی۔ ایک دفعہ انہوں نے دعا مانگی کہ الٰہی کوئی ایسا بندۂ خاص عطا فرما جو میری پُراسرار صحبت کو برداشت کر سکے۔ الہام ہوا کہ روم کی طرف جاؤ۔

چنانچہ اسی وقت روم کی جانب روانہ ہوئے۔ چلتے چلتے قونیہ پہنچے اور وہاں حلوائیوں کی سرائے میں قیام فرمایا۔ ادھر جب باطنی کشش کے ذریعہ مولانا جلال الدین رومی کو ان کے آنے کا حال معلوم ہوا، تو ملاقات کی غرض سے چلے۔ مولانا روم اگرچہ ظاہری اور باطنی علوم میں اعلیٰ درجہ کے مالک تھے، لیکن

Marfat.com

اب تک ان کی توجہ درس و تدریس کی جانب زیادہ اور ذکر و شغل کی طرف کم تھی۔ بڑے بڑے عالم و فاضل آپ کی شاگردی کو قابلِ فخر سمجھتے تھے۔

اس لئے جب آپ حضرت شمس تبریز کی ملاقات کو چلے، تو بہت سے علماء و فضلاء آپ کے ساتھ تھے۔ الغرض اسی شان بان سے سرائے کے دروازے پر پہنچے۔ حضرت شمس جو سرائے کے باہر ایک چبوترے پر بیٹھے ہوئے تھے، سمجھ گئے کہ یہی وہ بزرگ ہیں جن کی نسبت کا انہیں الہام ہوا ہے۔ بہت دیر تک زبانِ حال میں گفتگو ہوتی رہی۔

آخر حضرت شمس نے پہل کی اور مولانا سے پوچھا کہ "حضرت بایزید بسطامی کا مرتبہ زیادہ ہے، یا رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا"۔ مولانا نے فرمایا "جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمام عالم سے افضل ہیں"۔ اس پر آپ نے پوچھا "حضرت بایزید بسطامی کے ان دو واقعات میں کہاں تک مطابقت ہے کہ ایک طرف تو ان کا یہ حال تھا کہ عمر بھر خربوزہ نہیں کھایا صرف اس وجہ سے کہ معلوم نہیں کہ رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو کس طرح کھایا ہے اور دوسری طرف اپنی نسبت یوں فرماتے ہیں کہ:۔

سبحانی ما اعظم شانی وانا سلطان السلاطین۔ (یعنی اللہ اکبر!

Marfat.com

میری شان بڑی ہے اور میں سلطانوں کا سلطان ہوں)۔ حالانکہ رسُولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ میں دن رات میں ستّر دفعہ استغفار پڑھا کرتا ہوں"۔

مولانا نے جواباً فرمایا "حضرت بایزید بسطامی کو پیاس کم لگی تھی، اس لئے ایک ہی گھونٹ میں اُن کی پیاس بُجھ گئی، جبکہ اس کے برعکس جنابِ رسُولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو حد درجہ کی پیاس تھی، جس کی وجہ سے وہ گلاس کے گلاس پی گئے، لیکن پیاس کم نہ ہوئی"۔

اس جواب نے حضرت شمس پر بہت اثر کیا اور آپ بیہوش ہوگئے۔ یہ ان دونوں بزرگوں کی سب سے پہلی ملاقات ہے، جو بمقام قونیہ دسمبر ۱۲۴۴ء میں ہوئی۔ اگرچہ اس سے پہلے بھی مولانا نے حضرت شمس کو دیکھا تھا۔ لیکن بات چیت نہیں ہوئی تھی۔

اس واقعہ کے تھوڑے دنوں بعد حضرت شمس تبریز پھر مولانا روم کی مجلس میں شریک ہوئے۔ اس مرتبہ مولانا حوض کے کنارے تشریف فرما تھے اور کچھ کتابیں ان کے پاس رکھی تھیں حضرت شمس نے پوچھا کہ "یہ کتابیں کیسی ہیں"؟ مولانا نے فرمایا کہ یہ سب اس دنیا کی بحث کا سامان ہیں، اس سے آپ کو کیا

Marfat.com

سروکار"؟

یہ سُنتے ہی حضرت شمس نے فوراً سب کتابیں اٹھا کر حوض میں ڈال دیں۔ مولانا نے افسوس کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا "آپ نے تو غضب کر دیا۔ ان میں وہ وہ نادر و نایاب کتابیں تھیں، جو کبھی ڈھونڈنے سے بھی نہیں ملتیں"۔

حضرت شمس نے حوض میں ہاتھ ڈال کر ساری کتابیں نکال دیں۔ کتابیں بالکل خشک تھیں اور ان میں کسی قسم کی خرابی نہ تھی۔ مولانا کو سخت تعجب ہوا اور حیرت سے پوچھا "حضرت یہ کیا معاملہ ہے"؟ حضرت شمس نے فرمایا "یہ ذوق و حال ہے۔ اس سے آپ کا کیا تعلق"۔ اس طرح ان دو واقعات نے مولانا کے دل میں حضرت شمس کے لئے کمالِ حسنِ عقیدت، رغبت اور اخلاص پیدا کر دیا اور مولانا کا یہ حال ہو گیا کہ ہر وقت ان کی خدمت میں رہنے لگے۔

یہ واقعات اس لئے لکھے جا رہے ہیں تاکہ پڑھنے والوں کو پتہ لگے کہ حضرت شمس کی ملاقات سے پہلے مولانا کو اُس کوچہ کی ہوا تک نہ لگی تھی، جس سے حضرت شمس نے انہیں واقف کرا دیا۔ دراصل یہ صرف حضرت ہی کے فیضِ صحبت اور جذبِ لدنی کا اثر تھا کہ وہ اسرارِ باطنی، جن کی اپنے دل میں جگہ پیدا کرنے کے

Marfat.com

لئے، سالک کو بہت عرصہ تک ریاضت کرانا پڑتی ہے، مولانا پھر تھوڑی دیر میں ظاہر ہو گئے۔ اور وہ تمام مراحل جن کو طے کرنا سالک کے لئے نہایت ضروری ہے، حضرت شمس نے مولانا روم سے آن کی آن میں طے کروا دیئے۔

مولانا حضرت شمس کی صحبت بابرکت کے اثر کا اعتراف بڑی خوبصورتی سے اس شعر میں یوں کرتے ہیں۔ ؎

مولوی ہرگز نہ شُد مولائے رُوم
تا غلامِ شمس تبریزی نہ شُد

سپہ سالار کی روایت کے مطابق یہ دونوں بزرگ صلاح الدین زرکوب کے حجرے میں چھ ماہ تک مراقبہ اور ذکر میں مشغول رہے۔ کھانا پینا بالکل بند کر دیا تھا اور سوائے صلاح الدین کے اور کسی کو اندر آنے کی اجازت نہ تھی۔ شمس الدین احمد الفلکیؒ صاحب مناقب العارفین کے مطابق اس خلوت کی مدت تین ماہ ہے۔ یہ وہ وقت تھا کہ جب مولانا کی حالت میں بڑی تبدیلی پیدا ہوئی تھی۔ آپ اپنے شیخ اور سچے محب کی بڑی عزت و تعظیم کرتے چونکہ مولانا روم اپنے زمانہ کے زبردست بزرگ تھے اور ہزاروں نے آپ کی شاگردی قبول کی تھی۔ ان سب میں اس تبدیلی کو بہت تعجب سے دیکھا جاتا تھا۔ لیکن مولانا نے اس کی مطلق

الاخلاق

Marfat.com

پرواہ نہ کی اور اپنے کام سے کام رکھا۔ سب سے بڑی تبدیلی جو پیدا ہوئی، وہ یہ تھی کہ حضرت شمس کی صحبت سے پہلے مولانا کو سماع سے قطعی اجتناب (پرہیز) تھا۔ لیکن اب یہ حالت تھی کہ سماع کے بغیر چین نہیں پڑتا۔ ذرا ذرا سی آواز ان پر سماع کا اثر رکھتی تھی۔ حتیٰ کہ ہتھوڑی کی آواز بھی ان پر حالتِ وجد اور بے ہوشی طاری کر دیتی تھی۔

مولانا روم ہر وقت حضرت شمس کی خدمت میں رہتے اور چونکہ آپ نے درس و تدریس اور اپنے مریدوں کو فیض رسانی کے تمام مشاغل چھوڑ دیئے تھے۔ لہٰذا اس بات نے بہت سے ظاہر پرست مریدوں میں خصوصًا اور تمام شہر میں عمومًا ایک شورش برپا کر دی۔

مریدوں اور شاگردوں کا خیال یہ تھا کہ اس بے توجہی کا باعث حضرت شمس کا وجود ہے۔ ظاہر ہے کہ اگر وہ یہاں نہ ہوں گے، تو مولانا ہم پر پہلی سی توجہ دیں گے۔ اس خیال کی پختگی نے لوگوں کو بھی حضرت شمس کا دشمنِ جان بنا دیا۔ اور اس خوف سے کہ ایسا نہ ہو یہ شورش فتنہ کی صورت میں نمودار ہو، حضرت شمس چپکے سے گھر سے نکلے اور سیدھے دمشق پہنچے۔

مولانا روم پر اس جدائی کا اتنا اثر پڑا کہ انہوں نے گوشۂ تنہائی

Marfat.com

اختیار کیا۔ کسی کو باریابی کی اجازت نہ تھی۔ حتیٰ کہ مُریدانِ خاص بھی ان کی ملاقات سے محروم رہتے تھے۔

کافی عرصہ بعد حضرت شمس نے دمشق سے مولانا روم کو خط لکھا۔ اس خط نے دل کے شوق کی جلتی ہوئی آگ پر تیل کا اثر کیا۔ اور محبت کی آگ کو خُوب بھڑکایا۔ انہی دنوں مولانا نے بہت سے اشعار کہے، جن کے درد اور اثر سے ایسے معلوم ہوتا ہے کہ جیسے اُن میں آگ بھری ہوئی ہے۔ یہ ایک عام بات ہے کہ درویشوں کا دل اور ان کی زبان ایک ہے۔ یعنی جو آتشِ شوق ان کے دل میں بھری ہوئی تھی، اس کے اظہار کے لئے جو الفاظ ان کی زبانِ مُبارک سے نکلتے تھے، ان میں بھی آگ ہی بھری ہوئی تھی ظاہر میں ان اشعار کا یہ اثر ہوا کہ جن لوگوں نے حضرت شمس کو تکلیف پہنچانے کا ارادہ کیا تھا، انہیں سخت شرمندگی ہوئی، اور سب نے مولانا روم کی خدمت میں آکر اُن سے معافی کی درخواست کی۔ مولانا نے حضرت شمس کو واپس بُلانے کے بارے میں ان سے مشورہ کیا، اور کافی بحث و تکرار کے بعد یہ طے پایا کہ کچھ لوگ دمشق جائیں اور حضرت شمس تبریز کو راضی کر کے لے آئیں۔

سب کی متفق رائے سے مولانا روم کے بڑے صاحبزادے سلطان ولد کو اس وفد کا سربراہ مقرر کیا گیا۔ مولانا روم حضرت

Marfat.com

شمس تبریز کے نام ایک منظوم خط لکھا، جس میں انہوں نے دردناک لہجہ میں جُدائی کی بے تابیاں بیان کیں اور ساتھ ہی واپس تشریف لانے کی درخواست بھی کی۔ خط سلطان ولد کو دیتے ہوئے فرمایا کہ اسے خود اپنے ہاتھ سے پیش کریں۔

بہرحال یہ سب لوگ دمشق پہنچے اور حضرت شمس کی خدمت میں حاضر ہو کر نہایت ادب و احترام سے آداب بجالائے اور نذرانہ کے ساتھ منظوم خط پیش کیا۔ حضرت شمس مسکرائے اور فرمایا۔ ع

بہ دام و دانہ نگیرند مرغِ دانا را

(یعنی عقل مند پرندہ شکاری کے دانہ ڈالنے سے نہیں پھنستا)۔

پھر فرمایا کہ ان باتوں کی کچھ ضرورت نہیں، صرف مولانا کا خط ہی کافی ہے۔

حضرت شمس نے کچھ دنوں تک اس قافلہ کو مہمان رکھا اور آخر سب کو ساتھ لے کر قونیہ کی راہ لی۔ سلطان ولد حضرت شمس کے گھوڑے کے ساتھ ساتھ پیدل قونیہ تک آئے، جب کہ دوسرے لوگ سواریوں پر تھے۔ ادھر جب مولانا کو خبر ہوئی، تو انہوں نے اپنے تمام مُریدوں، شاگردوں اور دوستوں کو ساتھ لے کر بڑی دھوم دھام سے ان کا استقبال کیا، اور بڑی شان و شوکت

Marfat.com

سے انہیں اپنے ہاں لے آئے۔

مدت تک بڑے زور وشور سے ان بزرگوں کی صحبتیں گرم رہیں اور مولانا روم حضرت شمس تبریز سے فیضِ باطنی حاصل کرتے رہے اِس واقعہ کے چند روز بعد حضرت شمس نے مولانا کی ایک پروردہ (لے پالک) کے ساتھ، جس کا نام کیمیا تھا شادی کرلی۔ مولانا نے حضرت شمس کی رہائش کے لئے اپنے مکان کے پاس ایک خیمہ نصب کرادیا۔

اب ہوا یوں کہ مولانا کے دوسرے صاحبزادے علاؤالدین جب کبھی مولانا سے ملنے آتے، تو حضرت شمس کے خیمہ میں سے ہوکر آتے۔ یہ حرکت حضرت شمس کو بری لگتی۔ چند دفعہ منع کرنے کے باوجود وہ باز نہ آئے۔ اُلٹا علاؤالدین نے بات کا بتنگڑ بنا کر لوگوں کو اس کی نسبت کہنا شروع کیا۔ لوگوں کے دلوں میں پہلے ہی سے حسد کی آگ موجود تھی انہوں نے موقع کو غنیمت جانا اور غلط خبریں اڑادیں۔

آخر جب مخالفت کی یہ آگ خوب بھڑک اٹھی، تو حضرت شمس نے ارادہ کیا کہ اب کی دفعہ جاکر پھر کبھی واپس نہ آئیں — چنانچہ انہوں نے ایسا ہی کیا۔ اور اچانک غائب ہوگئے۔ مولانا نے جنہیں ان کے بغیر چین نہیں پڑتا، اُن کو تلاش کرنے کے

Marfat.com

لئے ہر طرف آدمی بھیجے، لیکن ان کا کہیں پتہ نہ ملا۔ ان کی ناکامی کو دیکھ کر مولانا نے اپنے مُریدوں اور دوستوں کو ساتھ لے کر اُن کی تلاش کا عزم کیا۔ دمشق کو اُن کا مسکن اور رہائش کی جگہ خیال کر کے وہاں چند روز ٹھہرے۔ اور ہر وقت ان کی تلاش میں دو آدمی بھیجے، لیکن اب کی دفعہ بھی ناکامی ہوئی، اور مجبوراً قونیہ کی طرف روانہ ہوئے۔

دوسری روایت یہ ہے کہ حضرت شمس کی زوجہ محترمہ کیمیا خاتون ایک دفعہ بلا اجازت باہر چلی گئی تھیں۔ جن کی اس حرکت نے حضرت شمس کو ناراض کر دیا۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ وہ تین دن بیمار رہ کر انتقال کر گئیں۔ ان کی وفات کے بعد حضرت شمس دمشق واپس تشریف لے گئے۔

جیسا کہ پہلے لکھا جا چکا ہے حضرت شمس سے مولانا روم کی ملاقات قونیہ کے مقام پر دسمبر ۱۲۴۲ء میں ہوئی۔ جوں جوں وقت گزرتا گیا توں توں ان کے ذوق و شوق کی صحبتیں اور زیادہ گرم ہوتی گئیں۔ اور آخر کار مارچ ۱۲۴۴ء میں حضرت شمس کی ناگہانی موت نے ان پُرانی صحبتوں کو ہمیشہ کے لئے درہم برہم کر دیا۔ اس حساب سے مولانا روم اور حضرت شمس کی صحبت کل پندرہ مہینے رہی۔

Marfat.com

حضرت شمس کے وصال کے بعد مولانا روم کی حالت بالکل بدل گئی۔ وہ اُن کی جُدائی میں ہر وقت بے قرار رہتے تھے۔ آخر کار حضرت صلاح الدین زرکوب کی صحبت سے انہیں کچھ تسلی ہوئی اور پہلی سی بے تابیاں جاتی رہیں۔ اسی زمانہ سے مثنوی لکھنے کی ابتدا ہوئی۔

مسٹر نکلسن، جنہوں نے دیوانِ شمس تبریز کی بہت سی غزلوں کا ترجمہ کیا ہے، اپنے دیباچہ میں لکھتے ہیں کہ حضرت شمس تبریز نسبتاً عالم نہ تھے لیکن اُن کے رُوحانی جوش نے، جس کا دارومدار اس یقین پر تھا کہ "میں خدا تعالیٰ کا مظہر اور اس کی زبان ہوں"۔ ان تمام لوگوں پر جو اُن کے دائرۂ عقیدت وارادت میں داخل ہوئے، جادُو جیسا اثر کیا، اس بات میں اور دیگر بہت سی باتوں میں مثلاً جوش، ناداری اور ناگہانی موت کے معاملہ میں حضرت شمس تبریز بالکل سقراط سے ملتے جلتے ہیں۔ دونوں بزرگ اپنے خیالات کا اظہار نہایت اچھے اور مناسب الفاظ میں کیا کرتے تھے۔ ظاہری علوم کی کمی، دلوں کے روشن کرنے کی ضرورت اور محبت کی قیمت پر دونوں نے اپنے خیالات کا اظہار کیا ہے۔ لیکن افسوس ہے کہ لوگوں نے اُس دانائی کی کچھ قدر نہ کی۔ جس سے ہم ایک حکیم اور عارف میں تمیز کر سکتے ہیں۔

Marfat.com

ایک دیوان جس میں تقریباً پچاس ہزار اشعار ہیں، حضرت شمس تبریز کے نام سے منسوب کیا جاتا ہے۔ یہ بڑی سخت غلطی ہے۔ اور عوام کی اس غلط فہمی کا سب سے بڑا سبب یہ ہے کہ ہر غزل یا نظم کے مقطع (آخری شعر) میں عموماً حضرت شمس تبریز کا نام آیا ہے۔ اور کہیں کہیں مولانا روم کا نام ہے۔

اس لئے عوام کو دھوکا ہوا ہے اور وہ اسے شمس کا دیوان سمجھنے لگے۔ لیکن ان کے نام کے مقطع میں آنے کی اصلیت یہ ہے کہ مولانا جو فنافی الشیخ تھے، اپنی ایک ایک بات کو حضرت شمس سے تعبیر کر کے کہتے ہیں کہ یہ انہی کے فیض اور سخاوت کا نتیجہ ہے فرماتے ہیں ؎

مولوی ہرگز نہ شُد مولائے رُوم
تا غلامِ شمس تبریزی نہ شُد!

دیوان کی نسبت یہ ہے کہ وہ مولانا روم کا کلام ہے۔ کیونکہ اوّل تو شمس تبریزی کا نام تقریباً تمام غزلوں میں اس حیثیت سے آیا ہے کہ مرید اپنے پیر سے خطاب کر رہا ہے۔ یا غائبانہ اس کے اوصاف بیان کرتا ہے۔ مثال کے طور پر یہ شعر ملاحظہ ہو۔

؎

Marfat.com

بیا ساقی عنایت کن تُو مولائے رومی را
غلامِ شمس تبریزم قلندر وار می گردم

(یعنی اے ساقی آ، اور مولانا روم کو پلا کیوں کہ میں شمس تبریز کا غلام ہوں اور قلندروں کی طرح سرگرداں ہوں۔)

دوسرے یہ کہ خود مولانا روم بھی فرماتے ہیں کہ کلام حضرت شمس کا نہیں۔ اس کی تائید میں مولانا روم کا یہ بند ملاحظہ ہو۔

ع چوں غزلے بسر برم ختم کنم بہ شمس دیں

(یعنی جب میری کوئی غزل پوری ہو جاتی ہے، تو میں اُسے شمس کے نام سے ختم کرتا ہوں)۔

مسٹر نکلسن، دولت شاہ کی زبانی بیان کرتا ہے کہ مولانا روم نے اکثر غزلیں حضرت شمس تبریز کی غیر حاضری میں لکھیں۔ اور رضا قلی خان کا خیال یہ ہے کہ وہ حضرت شمس تبریز کی جُدائی میں لکھی گئیں۔

لیکن مسٹر نکلسن کی اپنی رائے یہ ہے، جو غالباً زیادہ درست معلوم ہوتی ہے، کہ دیوان کا کچھ حصّہ حضرت شمس تبریز کی حیات میں لکھا جا چکا تھا، لیکن زیادہ حصّہ بعد کا ہے۔

مشرق میں دیوان کے مقابلہ میں مثنوی کا مطالعہ زیادہ

Marfat.com

کیا جاتا ہے۔ لیکن اہلِ یورپ کے نزدیک اور شاعرانہ لحاظ سے دیوان کا درجہ بہت بلند ہے۔ مولانا کے بڑے بڑے ہم عصروں کی رائے یہ تھی، جن میں شیخ سعدی علیہ الرحمۃ بھی شامل ہیں کہ مولانا کا کلام بہت اعلیٰ درجہ کا ہے۔

ایک دفعہ جب شہزادہ شیراز نے شیخ سعدی سے ایک ایسی غزل بھیجنے کی درخواست کی، جو خیالات اور زبان کے لحاظ سے فارسی زبان میں بے مثال ہو، تو شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ نے مولانا روم کے دیوان سے ایک غزل انتخاب کر کے شہزادہ کی خدمت میں بھیجی اور ساتھ ہی یہ لکھ بھیجا کہ اس سے بہتر غزل نہ تو کبھی پہلے لکھی گئی ہے اور نہ آئندہ زمانے میں لکھی جائے گی۔ کاش اگر میں روم جا سکتا، تو اُن کے پاؤں کی خاک پر اپنی پیشانی ملتا۔

اہلِ یورپ جس ذوق و شوق سے دیوان کا مطالعہ کرتے ہیں، اُس سے صاف طور پر ظاہر ہوتا ہے کہ مشرق کی نسبت مغرب میں دیوان زیادہ مقبول ہے۔

مقبولیت کا اندازہ اس بات سے بھی لگایا جا سکتا ہے کہ یورپ میں، مختلف زبانوں میں اس کے متعدد ترجمے چھاپے گئے ہیں۔ انگریزی میں مسٹر آر۔ اے نکلسن کا ترجمہ زیادہ پسند کیا جاتا

Marfat.com

ہے، اور لائق مترجم نے انگریزی دیوان کے شروع میں تمہید اور آخر میں نوٹس اور ضمیمے شامل کئے ہیں، جس سے کتاب کی شان بڑھ گئی ہے۔

Marfat.com

ایک حالیہ اضافہ

ضمیمہ

اس موضوع پر ۲۰۰۳ء میں انگریزی میں دو جلدوں پر مشتمل ایک نئی کتاب منظر عام پر آئی، جس کا نام ہے۔

ME AND RUMI

The Autobiography of Shams-i-Tabrizi

یعنی "میں اور رُومی"

شمس تبریزی کی سوانح

اس کتاب کے مؤلف ولیم سی. چٹک William C. (Chittic) ہیں اور اس کا پیش لفظ، مشرقی زبانوں کے ممتاز جرمن اسکالر پروفیسر این میری شمل کا تحریر کردہ ہے۔

فاضل مؤلف کے مطابق جب بھی حضرت شمس تبریزی اور حضرت مولانا رومی علیہ الرحمتہ باہم گفتگو کیا کرتے، تو ایسی صحبتوں کے درمیان ایک یا ایک سے زیادہ کاتب نوٹس (Notes) لینے کے لئے موجود رہتے۔ البتہ یہ نوٹس کبھی بھی حتمی رنگ میں صاف کر کے نہیں لکھے گئے۔ بلکہ یہ اپنی اصلی

Marfat.com

حالت میں مسوّدات (Manuscript) کی صورت میں محفوظ رہے۔ صدیوں کے سفر میں یہ مسوّدات ترکی اور اس کے اردگرد کے کتب خانوں تک جا پہنچے۔

بیسویں صدی کے آخری حصّہ میں ایک ممتاز ایرانی اسکالر محمد علی مؤحّد نے ان مسوّدات کی تدوین (Compiling) کا کام شروع کیا اور آخر کار ان کو "مقالاتِ شمس تبریزی" کے نام سے دو جلدوں میں بالترتیب ۱۹۷۷ء اور ۱۹۹۹ء میں شائع کیا۔

ولیم شنک نے مذکورہ بالا مقالات کی دو تہائی (۲/۳) کا انگریزی میں ترجمہ کیا اور انہیں زیرِ نظر کتاب کی صورت میں چھاپا۔ فاضل مترجم نے کتاب میں حواشی کے علاوہ مشکل الفاظ و اصطلاحات کے معنیٰ بھی شامل کر دیئے ہیں۔

یہاں ولیم چیٹک کی کتاب سے منتخب اقتباسات کا اردو ترجمہ قارئینِ کرام کی دلچسپی کے لئے پیش کیا جا رہا ہے تاکہ اندازہ لگایا جا سکے کہ اپنی حیات مبارکہ کے مختلف اوقات اور کیفیات کے بارے میں خود حضرت شمس تبریزی علیہ الرحمۃ کیا فرماتے ہیں۔

اقتباسات یہ ہیں:۔

۱۔ جب مجھے کچھ کہنے کی ضرورت ہو گی، تو وہ میں (ضرور)

Marfat.com

کہوں گا، چاہے ساری دنیا میری داڑھی کو پکڑ کر منع کر دے۔
(یاد رکھو!) چاہے ایک ہزار سال بیت جائیں۔ (لیکن)
میرے کہے ہوئے یہ الفاظ اُن تک پہنچ جائیں گے
جن کے لئے ہیں۔

۲۔ میں اکثر خالقِ حقیقی سے التجائیں کرتا ہوں کہ وہ مجھے اپنے ولیوں کی صحبت عطا کرے۔ ایک بار خواب میں مجھے بتایا گیا "میں تمہیں ایک ولی کا ساتھی بناؤں گا"۔ میں نے اپنے دل میں سوچا "وہ ولی کہاں ہے"؟ دوسری رات مجھ سے کہا گیا "وہ اناطولیہ میں ہے"۔ جب بہت عرصہ بعد میں نے آخر کار انہیں دیکھا۔ تو مجھ سے کہا گیا۔ "ابھی وقت نہیں آیا"۔ (اور حقیقت بھی یہی ہے کہ) معاملات اپنے اپنے وقتوں کے پاس رہن رکھے ہوئے ہیں۔

۳۔ میں بہت خوبصورت گفتگو کرتا ہوں، میں خوشی خوشی بات کرتا ہوں۔ میں باطن میں بہت روشن و تابناک ہوں۔ میں پانی تھا، اپنے اندر بلبلے بناتا، بَل کھاتا، قریب تھا کہ مجھ میں تعفّن پیدا ہو کہ مولانا رومی کا وجود مجھ سے ٹکرایا اور پانی نے بہنا شروع کر دیا۔ اب یہ پانی آگے

Marfat.com

کی طرف رواں دواں ہے، خوش و خرّم۔

۶۔ ہر شخص اپنے ہی شیخ کے بارے میں بات کرتا ہے۔ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے عالم خواب میں مجھے ایک خرقہ (قمیض) عطا فرمایا۔ یہ اس قسم کا خرقہ نہیں تھا جو دو دن میں پھٹ جائے، بوسیدہ کپڑے کا ٹکڑا بن جائے اور تم اُسے کوڑے دان میں پھینک دو، یا اُسے تولیہ کی طرح استعمال کرو۔ نہیں یہ رفاقت کا خرقہ تھا۔ ایسی دوستی نہیں جو سمجھ کے دائرے میں ہو، بلکہ ایسی دوستی جس کا کوئی گزرا ہوا کل، آج اور آنے والا کل نہیں۔ آخر محبت کا گزرے ہوئے کل، آج اور آنے والے کل سے کیا نسبت؟

۵۔ جب میں پہلی بار مولانا رومی کے پاس آیا، تو میرا پہلا گمان یہ تھا کہ میں شیخ بننے کے لئے نہیں آیا ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے روئے زمین پر ابھی تک کسی ایسے شخص کو نہیں بھیجا، جو مولانا رومی کا شیخ بن سکے۔ وہ کوئی فانی نہیں ہو سکتا اور میں تو ایسا بھی نہیں کہ مُرید بن سکوں۔ میرے لئے ایسی کوئی چیز اب رہ نہیں گئی ہے۔

۶۔ ہم دونوں (یعنی حضرت شمس تبریزی اور مولانا رومی) موصل (عراق) کی طرف سفر کریں گے۔ تم نے وہ جگہیں نہیں دیکھی

Marfat.com

ہیں۔ وہاں سے پھر ہم تبریز (ایران) جائیں گے۔ تم وہاں فلاں فلاں مساجد کے منبروں سے خطاب کرو گے۔ اور تم اس گروہ کو دیکھ سکو گے اور اُن کی چلّہ کشی کو بھی۔ پھر ہم وہاں سے بغداد اور دمشق جائیں گے۔

اس وقت تم رقم جمع کرنے میں لگے ہو۔ اگر میں چلا جاؤں، تو آیا تم مطمئن ہو گے؟ لیکن میں دو سال سے زیادہ باہر نہیں رہوں گا، میں لوٹ کر آجاؤں گا۔ دو سال سے ایک دو دن پہلے: ؎

ترجمہ:۔ مجھے دو تین دن تک تمہیں مزید سر درد دینے دے
کیونکہ میری زندگی کی کتاب کا صرف ایک ورق رہ گیا ہے

۷۔ بچپن میں مجھ پر ایک عجیب حال طاری ہو جاتا تھا۔ کوئی بھی میری اس کیفیت کے بارے میں نہیں جانتا تھا۔ میرے والد صاحب بھی اس بارے میں نہیں جانتے۔ البتہ بعض اوقات فرماتے: "تم پاگل نہیں ہو، میں نہیں جانتا کہ تمہارے ساتھ یہ کیا ہو رہا ہے۔ یہ تمہاری پرورش، تربیت اور نظم و ضبط وغیرہ کی وجہ سے بھی نہیں ہو رہا۔"

(حضرت شمس آگے فرماتے ہیں): میں نے تو اپنی بندگی و اطاعت کی ظاہری صورت کبھی اپنے والد صاحب پر ظاہر

Marfat.com

ہونے نہیں دی، تو بھلا اپنا باطن یا باطنی کیفیات کو ان پر کس طرح ظاہر کر سکتا تھا۔ وہ ایک اچھے انسان تھے اور ان میں شرافت تھی۔ اگر آپ ان سے چند (نرم) کلمات کہتے تو اشک ان کی داڑھی پر ٹپکنے لگتے۔ (لیکن) وہ محبت کرنے والے انسان نہیں تھے۔ اچھا آدمی ہونا ایک بات ہے اور محبت کرنے والا ہونا دوسری بات۔

۸۔ جب میں ابھی بالغ نہیں ہوا تھا، تو تقریباً تیس چالیس دن تک محبت میرے کھانے پینے کی خواہش پر غالب آگئی۔ جب وہ کھانے کی بات کرتے، میں منہ پھیر کر چلا جاتا۔ جی ہاں، کیا وقت تھا۔ جب وہ مجھے ایک نوالہ دیتے تو میں اُسے بڑے ادب سے قبول کرتا، لیکن اسے اپنی آستین میں چھُپا لیتا۔

۹۔ جب میں ایلپو میں تھا، تو میں مولانا رومی کے لئے ہمیشہ دعائیں مانگتا رہتا تھا۔ میں سو دعائیں مانگتا اور اس دوران ایسی چیزوں کا تصوّر کرتا جن سے شفقت پیدا ہو۔ میں ایسی چیزیں ذہن میں نہیں آنے دیتا جن سے شفقت کے جذبات ٹھنڈے پڑ جائیں۔ البتہ میری واپس جانے کی نیت نہیں تھی۔ اگر ہرات کے عارف، شہاب میری یہ

Marfat.com

باتیں سُنتا کہ مُردہ چیزیں روتی ہیں اور مُردہ چیزیں ہنستی ہیں، تو وہ اپنے مخصوص نیشاپوری لہجے میں کہتے "یہ کیا ہے؟ یہ فلسفی کے فہم سے باہر ہے"۔

پہلے میں فُقہا کے پاس بیٹھتا نہیں تھا، میں درویشوں کی صحبت میں رہتا۔ پھر مجھے پتہ چلا کہ درویش کسے کہتے ہیں اور وہ کہاں ہیں۔ اب میں درویشوں کی بجائے فقہاء کی صحبت میں بیٹھنے کو ترجیح دُوں گا۔ آخر فقہاء کچھ کرنے کی زحمت تو اٹھاتے ہیں، باقی تو بس اپنے درویش ہونے کے بارے میں چِلّاتے ہی رہتے ہیں۔ میرا مطلب ہے کہ درویش ہیں کہاں؟

سارے بڑے انبیاء کرام محبت کی آگ میں جلتے تاکہ وہ درویش بن جائیں۔ حتیٰ کہ حضرت موسیٰ (علیہ السلام) بھی چِلّا اُٹھے کہ: (اے اللہ!) مجھے حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلّم) کا اُمّتی بنا۔ (کیونکہ) یہ اُمّت محمدی (صلی اللہ علیہ وسلّم) ہے، جنہیں یہ چیز (درویشی) دی گئی ہے۔

ہر کہانی کا ایک اخلاقی سبق ہوتا ہے۔ بڑوں نے تو اخلاقی سبق پیش کرنے کے لئے ہی کہانی کا سہارا لیا۔ (کہانی) سبق سیکھنے کے لئے ہے نا کہ وقت گزاری کے لئے۔

Marfat.com

انہوں نے اس کو کہانی کی شکل اس لئے دی تاکہ اس کا مقصد واضح ہو۔ بہرحال بڑوں کی خدمت میں جو خاموش رہتا ہے، اُسے بچا لیا جاتا ہے، خاص طور پر اس لئے کہ:

"نوجوان جو کچھ ایک آئینہ میں دیکھتا ہے
بوڑھا وہی کچھ کمہار کی اینٹ میں دیکھتا ہے"۔

۱۱۔ (جب پہلی بار حضرت شمس تبریزی، مولانا رومی سے جُدا ہو کر قونیہ سے الیپو تشریف لے گئے، تو اس کے بارے میں اپنے مقالات میں فرماتے ہیں کہ):

"میرے لئے بہتر ہوگا کہ مولانا رومی سے علیحدہ ہو جاؤں کیونکہ ابھی وہ اتنے بالغ و پختہ نہیں کہ مجھ سے بھرپور فائدہ اُٹھا سکیں اور ایک دوسری جگہ فرمایا" میں الیپو اس لئے چلا گیا کیوں کہ مولانا رومی کو جُدائی کی ہانڈی میں پکانا ضروری تھا"۔

۱۲۔ (ایک دن حضرت شمس تبریز نے مولانا رومی کے مُریدوں سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا):"

"مولانا کو سمجھنے کے لئے مجھ میں صلاحیت نہیں ہے، میں ان کو ناقص طور پر جانتا ہوں، کیوں کہ ہر روز مَیں، اُن میں کوئی نہ کوئی ایسی کیفیت، عمل اور خوبی دیکھتا ہوں،

Marfat.com

جو کہ پہلے اُن میں موجود نہ ہوتی۔ اگر تم سکون چاہتے ہو، تو مولانا کو بہتر طور پر سمجھنے کی کوشش کرو۔ وہ مجسم حق ہیں۔ جو الفاظ وہ استعمال کرتے ہیں، اُن پر مطمئن ہو کر بیٹھ مت جانا، کیونکہ اُن میں سے ہر لفظ میں کچھ ایسی چیز پوشیدہ ہوگی، جسے تم اُن سے جاننا چاہو گے۔

۱۳۔ بعد کے تذکروں میں حضرت شمس تبریزی علیہ الرحمۃ کو روحانی نابغہ (Genius) قرار دینے کے ساتھ یہ تاثر دینے کی کوشش کی گئی تھی کہ آپ کتابی علم کو پسند نہیں فرماتے اور اسلامی علوم سے زیادہ واقف نہیں تھے۔ لیکن آپ کے مقالمات اس بات کے گواہ ہیں کہ آپ نہ صرف قرآن کے حافظ تھے، بلکہ آپ نے فقہ کی تعلیم بھی حاصل کی تھی۔ آپ صوفیاء کی مجالس میں جانے کے علاوہ فقہاء کی صحبتیں بھی اٹھاتے تھے۔

۱۴۔ جب میں چھوٹا تھا تو مجھے بھوک نہیں لگتی تھی، تین تین چار چار دن تک میں کچھ نہیں کھاتا تھا۔ میرے والد مجھے پکارتے "اوہ، میرا بچہ" اور میری والدہ فریاد کرتیں "یہ تو کچھ نہیں کھاتا" اور میں جواب میں کہتا "آخر میں کمزور تو نہیں ہو رہا میری قوت تو اتنی ہے کہ اگر آپ لوگ چاہیں تو میں ایک

Marfat.com

پرندہ کی طرح اُڑ کر کھڑکی سے باہر جا سکتا ہوں۔" (دراصل)
ہر چار دن بعد مجھ پر تھوڑی سی کمزوری طاری ہوتی، بس
چند لمحوں کے لئے اور پھر ختم ہو جاتی۔ میں کچھ نہیں کھاتا۔

۱۵۔ حضرت شمس تبریزی علیہ الرحمۃ ۱۲۴۴ء کے دوران قونیہ
میں تشریف لائے۔ آپ پیوند لگا ہوا کالے رنگ کا
ایک اُونی خرقہ زیبِ تن کئے ہوئے تھے۔ اور آپ کے
پاس کوئی سامان نہ تھا۔ آپ کو پرندہ اس لئے کہا جاتا تھا
کہ آپ مُرشد کی تلاش میں ہمیشہ سفر میں رہا کرتے تھے۔
آپ کے اس سفر کا آغاز ایران کے شہر تبریز سے اس
وقت ہوا جب آپ کاملیت کے اعلیٰ ترین مقام کی
تلاش میں نکلے۔ آپ کو اس مقام کے حصول کے لئے
تبریز کے یکتائے زمانہ روحانی پیشوا شیخ ابوبکر نے تیار
کیا ہوا تھا۔ جن کا لقب "زدکوب" تھا۔ ایک بار جب
شیخ نے حضرت شمس سے پوچھا کہ وصالِ حق کی قیمت کیا
ادا کرو گے، تو آپ نے فرمایا "اپنا سر قربان کر کے"۔
اپنی سیاحت کے دوران حضرت شمس تبریزی خانقاہوں
میں جاتے، پہاڑوں میں رہنے والے درویشوں سے
ملاقاتیں کرتے، گرد آلود دیہاتوں میں بسنے ہوئے مٹی

Marfat.com

کے حجروں میں جاتے اور بزرگوں کی مجالس میں شریک ہوکر ذکر کیا کرتے اور شہروں میں علماء و مشائخ کی صحبتیں اٹھاتے تاکہ اپنے مرشدِ مطلوب کو پاسکیں۔ لیکن تلاشِ حق میں آپ کا عشق اتنا شدید تھا اور آپ پر نزولِ تجلّی اتنی زیادہ تھی کہ بہت کم لوگ آپ کی قربت کو برداشت کر سکتے۔

بغداد میں آپ کی ملاقات شیخ علاؤالدین کرمانی سے ہوئی، جنہوں نے آپ کا مُرید بننے اور شریکِ سفر ہونے کی خواہش ظاہر کی۔ آپ نے فرمایا "تم میری صحبت کو برداشت نہیں کر پاؤ گے"۔ شیخ نے درخواست کی کہ آپ مجھے قبول فرمائیے۔ اس پر آپ نے فرمایا "اچھا تو شراب کا ایک مٹکا لے آؤ، جسے ہم دونوں بغداد کے بازار میں بیٹھ کر پئیں گے"۔ یہ سوچ کر لوگ کیا کہیں گے، شیخ نے کہا: "یہ مجھ سے نہ ہو سکے گا"۔ اس پر حضرت شمس نے چیخ کر فرمایا "تم ہمارے لئے بہت ہی بزدل ہو۔ یہ شرابِ عشق ہے، اس کے پینے سے آدمی نشۂ الٰہی میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ تم میں اللہ کے قریبی دوستوں میں شامل ہونے کی طاقت ہی نہیں۔ مجھے تو اس

Marfat.com

کی تلاش ہے جو یہ جانتا ہو کہ حق تک رسائی کس طرح ہوتی ہے"۔

۱۶۔ مولانا رومی کے پاس جمال بہت ہے اور میرے پاس جمال اور بدصورتی دونوں ہیں۔ مولانا نے میرا صرف جمال دیکھا ہے، مگر انہوں نے میری بدصورتی نہیں دیکھی۔ (اس لیے) اس بار میں دوغلا نہیں بنوں گا، بُرا بنوں گا، تاکہ وہ مجھے پوری طرح دیکھ لے۔ میری اچھائی اور بُرائی کے ساتھ۔

۱۷۔ حضرت شمس تبریزی علیہ الرحمتہ ایک ایسے شخص تھے جو ایک ہی وقت میں اس دنیا میں رہتے ہوئے دوسری دُنیا میں بھی موجود رہتے۔ وہ اپنے قلب کی گہرائیوں اور رُوح کے نہہ خانوں میں رہا کرتے۔ آپ زبردست وجدانی، کشفی اور الہامی قوت کے مالک تھے۔

۱۸ حضرت شمس تبریزی علیہ الرحمتہ کو شہرتِ دوام، مولانا رومی علیہ الرحمتہ کی بے پناہ محبت و عقیدت سے حاصل ہوئی۔ اس بے مثل محبت کا عملی نمونہ مولانا کی چالیس ہزار اشعار پر مشتمل وہ کتاب ہے، جسے دنیا "دیوانِ شمس تبریز" کے نام سے جانتی ہے، لیکن جو حقیقت میں

Marfat.com

مولانا کی تصنیف لطیف ہے۔ [illegible] در اصل حضرت شمس تبریزی سے ملاقات کے بعد اُن کی ذات میں اس قدر گم ہو گئے کہ شاعری بھی انہی کے نام سے کرنے لگے۔ یہی وجہ ہے کہ [illegible] الشیخ کے اس اعلیٰ مقام سے کہی گئی غزلیں فنی اور معنوی اعتبار سے آفاقی ہیں۔

۱۹۔ پھر ۱۲۴۷ء میں حضرت شمس تبریزی علیہ الرحمتہ اچانک غائب ہو گئے اور معلوم نہ ہو سکا کہ آپ کہاں تشریف لے گئے۔ اس سے مولانا رومی بہت ہی رنجیدہ ہوئے اور اسی تکلیف دِہ حال میں کئی سال انتظار کیا، لیکن بے سود۔

آخر جب ان کو دوبارہ دیکھنے کی اُمید بالکل ختم ہو گئی تو مولانا رومی نے سماع کی آغوش میں پناہ لے لی۔ یہی وہ زمانہ تھا جب انہوں نے فارسی کے عظیم شاعروں میں ممتاز مقام حاصل کر لیا۔

Marfat.com

وصالِ حق کی خُوشبو

سوانح و حالات

رحمۃ اللہ علیہ

حضرت مَولانا شمس تبریزی

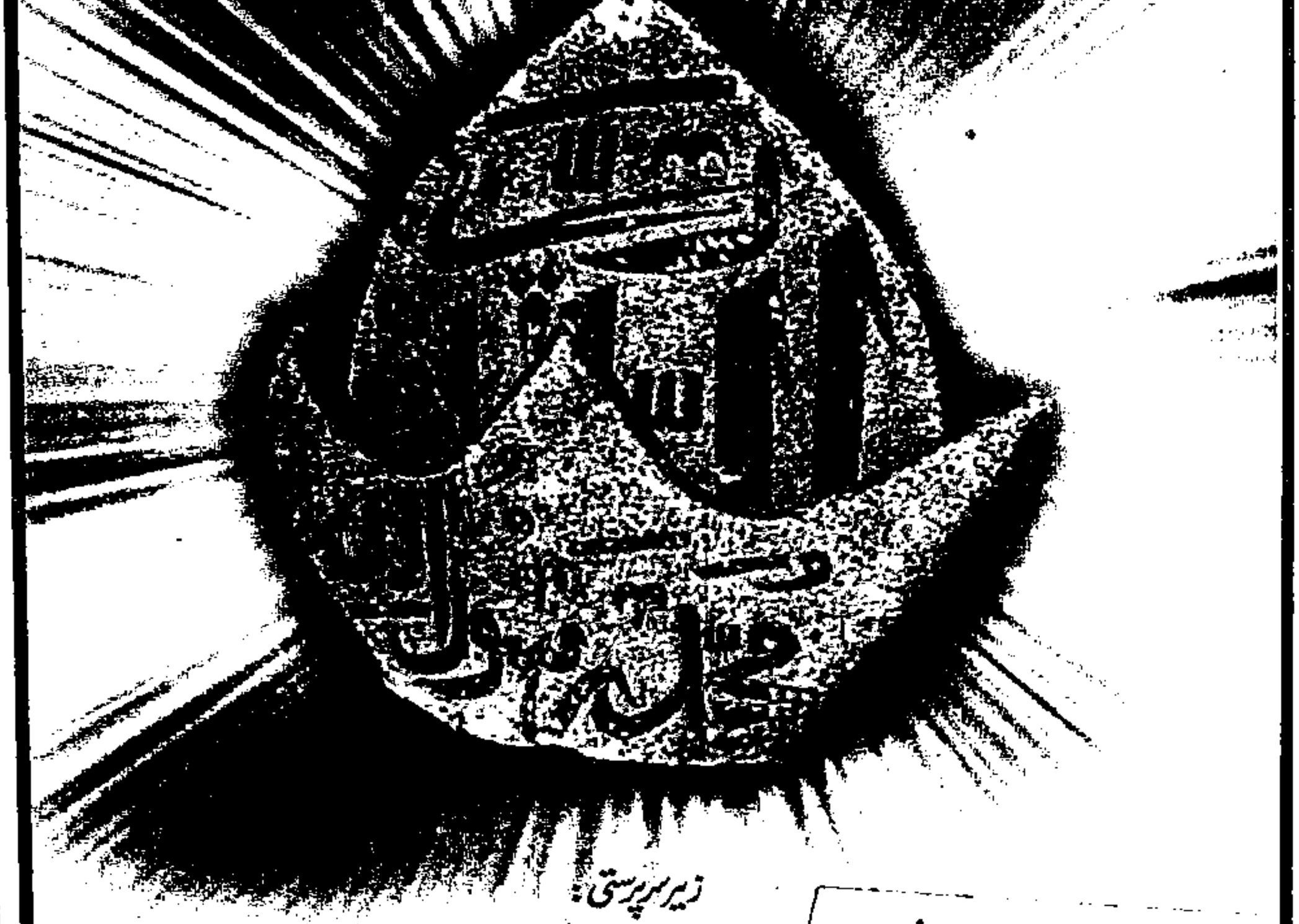

زیرِ سرپرستی:

عاشقِ رسُول، شاہِ شاہاں، خواجۂ خواجگان، قطب العالم،
فقیرِ بے بدل، فقیرِ بے مثال، فقیرِ محمّدی، فقیرِ فانی فی اللہ باقی باللہ

حضرت خواجہ شاہ محُمّد افضل

قادری چشتی (صابری نظامی) قلندری

رحمۃ اللہ علیہ

المعروف **افضل سرکار**

صابریہ عارفیہ ۶۸-۶۷، اوورسیز ہاؤسنگ سوسائٹی، بلاک ۸/۷۔ کراچی

Marfat.com